تاریخ ہند کے ازمنۂ وسطی میں

معاشرتی اور اقتصادی حالات

علامہ عبداللہ یوسف علی سی - بی - ای، ایم - اے، ایل ایل - ایم

کی تقریریں جو ۲ - ۳ اور ۴ مارچ سنہ ۱۹۲۸ع کو ہندوستانی اکاڈیمی الہ آباد
کے سامنے کی گئیں
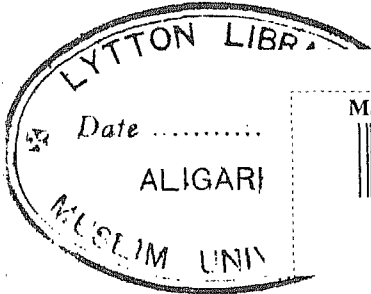
انڈین پریس لمیٹڈ الہ آباد

۱۹۲۸

تعارف

صوبجات متحدہ آگرہ و اودھ میں ہندوستانی اکاڈیمی کا قیام اِس غرض سے ہوا ہے کہ اِس کے ذریعہ سے ہندی اور اُردو زبانوں کے ادبوں کی ترقی ہو - اس مقصد کے حاصل کرنے کے لئے بہت سے ذرائع ہیں - جن میں سے ایک یہہ ہے کہ ہندوستانی عالموں کو اُردو اور ہندی زبانوں میں علمی مضامین پر لکچر دینے کی دعوت دی جائے اور ان کے لکچروں کو شائع کیا جائے - چنانچہ اس سلسلہ میں اکاڈیمی نے مسٹر عبداللہ یوسف علی ایم - اے' ایل - ایل - ایم' سی - بی - ای کو "تاریخ ہند کے از منہ وسطی میں معاشرتی اور اقتصادی حالات" پر لکچر دینے کے لئے مدعو کیا - مسٹر یوسف علی ہندوستان کے برگزیدہ عالموں میں سے ہیں - آپ عرصہ تک صوبجات متحدہ میں امپیریل سول سروس کے رکن کی حیثیت سے رہ چکے ہیں - اور اس زمانہ میں جب آپ سرکاری عہدوں پر ممتاز تھے آپ نے علاوہ اور مضامین کے ہندوستان کے معاشرتی زندگی کے پہلوؤں پر انگریزی زبان میں مضامین شائع کئے - سرکاری عہدہ سے

مستعفي ہونے کے بعد سے اپني طبعيت کے رجحان کے مطابق
آپ علمي مشاغل ميں پورے طور پر مصروف ہيں - آپ نے
ہندوستان کي تاريخ پر تحقيق کي غائر نظر ڈالي ہے اور
مغل زمانہ کي معاشرتي زندگي کے متعلق نئي معلومات کا
اظہار کيا ہے - آپ کي تصنيفوں سے جو واقفيت رکھتے ہيں
وہ جانتے ہيں کہ آپ نہ صرف محقق اور زبان دان ہيں
بلکہ اعلى پايہ کے اديب بھي ہيں -

ہندوستاني اکاڈيمي کے لئے بڑے فخر کي بات ہے کہ
آپ نے ہماري دعوت قبول کي اور آپ کي وجہہ سے ہمارے
لکچروں کے سلسلہ کي ابتدا، خوبي کے ساتھہ ہوئي - يہہ
لکچر الہ‌آباد يونيورسٹي کے ہال ميں ٢ - ٣ اور ٤ مارچ کو ديے گئے -
حاضرين ميں الہ‌آباد ہائي کورٹ کے جج، يونيورسٹي کے
پروفيسر، الہ‌آباد کے معزز وکلاء اور رئيس شامل تھے - ڈاکٹر
سر تيج بہادر سپرو ايم - اے، ايل - ايل - ڈي، کے - سي -
ايس - آئي، پريسيڈنٹ ہندوستاني اکاڈيمي ان جلسوں ميں
صدر نشين تھے - لکچروں کے اختتام پر آنريبل ڈاکٹر شاہ
محمد سليمان جج ہائيکورٹ الہ‌آباد - ڈاکٹر بيني پرشاد
ڈي - ايس - سي (لندن) - مولوي محمد علي نامي ايم - اے اور
مولوي سيد ضامن علي ايم - اے نے مسٹر يوسف علي کا

شکریہ ادا کیا - جن حضرات نے جلسوں میں شرکت کی وہ سب لکچروں سے نہایت محظوظ ہوئے اور الہ آباد کے علمی دائروں نے ان کا زور و شور سے خیر مقدم کیا - ان تقریروں کو سپرد طبع کرنا گویا انہیں ایک حد تک مکان اور زمانہ کی تنگ قیود سے رہا کرنا ہے - اُمید ہے کہ جو دعوت معدودے چند احباب کی مسرت کا باعث ہو چکی ہے اب مدت مدید تک خاص و عام کو لطف اندوز کرتی رہیگی -

تارا چند

جنرل سکریٹری

ہندوستانی اکاڈیمی-

قطعہ

زباں قاصر صفت میں ہے بیاں ہم کیا کریں ضامن
کہ عبد اللہ بن یوسف علی کا کیسا لکچر ہے

موثر نظم سے بڑھکر ہے ایسی نثر ہے دلکش
نہاں چھوٹے سے فقرے میں بھی اِک معنی کا دفتر ہے

شگفتہ گل ہیں گلشن میں کہ ہیں الفاظ جملوں میں
بھرے لفظوں میں ہیں معنی کہ کوزے میں سمندر ہے

روانی ہے عبارت میں کہ دریا کی ہے طغیانی
نئے مضمون کا ہے سلسلہ یا سلک گوہر ہے

ظرافت ہے مگر اتنی نمک جیسے ہو کھانے میں
حلاوت اتنی ہے جتنی لب جاناں میں شکر ہے

بہت گہری نظر ڈالی ہے اخلاق و تمدن پر
عیاں تحقیق اور تدقیق کا ہر جا پہ جوہر ہے

زباں ایسی کہ اس سے پست کردیں تو ہو بازاری
جو اونچی ہو تو دلچسپی میں فرق آجائے یہ ڈر ہے

دکھائی ہیں ہر اک منظر کی وہ دلچسپ تصویریں
بنانا حن کا طاقت سے مصور کے بھی باہر ہے

حدیں بھی اختصار و طول کی ہر جا مناسب ہیں
ہر اک مضمون کا طرز بیاں بہتر سے بہتر ہے

جو سچ پوچھو فصاحت اور بلاغت کی ہے جاں لکچر
اثر اِس کا نہ ہو جس پر حقیقت میں وہ پتھر ہے

بتائیں لذت تقریر کیا بس مختصر ہے یہہ
کہ اب تک سامعیں کے دل میں اِک اِک لفظ کا گھر ہے

ہوئی حاصل یہہ نعمت سب کو تارا چند کے باعث
مگر در اصل سر سپرو کا احساں ان سے بڑھکر ہے

کرینگے رشک سب ہم عصر اس دولت کے ملنے پر
مگر اہلِ الہ آباد کا اچھا مقدر ہے

یہ قطعہ مولوی سید ضامن علی ایم - اے - صدر شعبۂ اُردو الہ‌آباد یونیورسٹی نے نظم کیا اور بعد اختتام لکچر پڑھا -

دیباچه

اقتصادی اور معاشرتی امور کا مضمون اُردو میں کسی قدر نیا ھے' اور اسکے لکھنے والے کی مشابہت ایسے مسافر سے ھو سکتی ھے' جو کسی غیر معروف ملک میں پہلے پہل داخل ھو - اس کے لئے نہ کوئی شاھراہ ھے' نہ گلی کوچے - گھنے جنگل کے درخت کاٹنے کے لئے اس کے ھاتھہ میں ھمیشہ کلہاڑی رھنی چاھئے' اور راستہ کھولنے کے لئے اس کو متعدد غیر مروج طریقوں سے کام لینا ھوگا -

جن لوگوں کو کبھی کسی دوسری زبان سے ایک آدھہ صفحہ بھی ترجمہ کرنے کا اتفاق ھوا ھو' اور خصوصاً اُس حالت میں جبکہ دوسری زبان میں اصطلاحات کی بھر مار ھو' وہ بخوبی سمجھتے ھونگے' کہ

گیسوئے اُردو ابھی منت پذیر شانہ ھے -

آیندہ اوراق کی تیاری کے لئے جن کتابوں کی ورق گردانی کرنی پڑی' ان میں سے ضروری باتوں کے ترجمہ سے اصطلاحات کے متعلق جو دقتیں پیش آئیں' اُن کا اندازہ آپ اِن اوراق کے مطالعہ کے بعد بخوبی کرسکینگے - مجھے اس کے متعلق صرف یہہ عرض کرنا ھے' کہ بعض الفاظ آپ کو غیر مانوس اور اجنبی سے معلوم ھونگے' لیکن ذرا سے غور و فکر کے بعد واضح ھو جائیگا' کہ پرانی زنجیروں سے کسی قدر آزاد ھوئے بغیر چارہ نہ تھا - البتہ میں نے کوشش کی ھے' کہ ان الفاظ و اصطلاحات سے عبارت کی سلاست میں فرق نہ آنے پائے' اور نئے الفاظ حتی الامکان بہتر سے بہتر ھوں -

اس کے علاوہ اُردو میں عام طور پر جس زور کا فقرہ لکھا جاتا ھے، در حقیقت لکھنے والے کا مدعا اس سے بہت کم ھوتا ھے - پڑھنے والے بھي اس کے عادی ھوچکے ھیں بلکہ خود لکھنے بیٹھیں، تو وہ بھي معمولی سي بات کہنے کے لئے اسي طرح زور دار فقرے استعمال کرینگے - لیکن میں نے ان اوراق میں ''نہایت'' ''بے حد'' اور اسي قسم کے دوسرے لفظ اور جملے اُسي موقع پر استعمال کئے ھیں، جہاں ان کي واقعي ضرورت تھي - ممکن ھے، آپ کو اِس وجہ سے بھي بعض فقرے کسي قدر اجنبي سے معلوم ھوں -

فُٹ نوٹوں میں لکھے ہوئے حوالہ جات کے اشاروں کی تشریح

البیرونی :

تاریخ الہند مصنفہ البیرونی کا انگریزی ترجمہ از ای-سی-زاخاؤ-مطبوعہ لنڈن ۱۹۱۰ع-

Alberuni's India, trans. E. C. Sachau, 2 Vols. London, 1910.

آلہا کھنڈ :

انگریزی ترجمہ از ولیم واٹر فیلڈ - مطبوعہ آکسفورڈ-

Lay of Alha, trans. Wm. Waterfield. Oxford, 1923.

باگھ :

باگھ کے غار - انڈیا سوسائٹی لنڈن -

The Bagh Caves, India Society, London, 1927.

بطوطہ :

سفر نامہ ابن بطوطہ - مترجمہ سی- ڈیفری میری و ڈاکٹر بی-آر-سینگوئی نیٹی-

Voyages d' Ibn Batoutah, trans. C. Defremery and Dr. B. R. Sanguinetti, 4 Vols. Paris. 1874—9.

ایلیٹ :

تاریخ ہند مصنفہ ایلیٹ اینڈ ڈوسن -

Sir H. M. Elliot and J. Dowson, History of India, as told by its own historian, 8 Vols. London, 1867—1877.

کتبات هند :

ایپي گریفیا اِنڈیکا – جلد ۱۵ (۲۰-۱۹۱۹ع) کلکتہ –

Epigraphia Indica, XV (1919-20), Calcutta, 1917.

کتبات اسلامیۂ هند :

ایپي گریفیا انڈو مسلمیکا –(۱۴-۱۳ ۱۹ع) کلکتہ –

Epigraphia Indo-Moslemica, 1913-14. Calcutta, 1917.

ایٹنگ هوزن :

هرش وردهن از ایم-ایل – ایٹنگ هوزن – مطبوعۂ پیرس بزبان فرانسیسی

M. L. Ettinghausen, Harsha Vardhana. Paris 1906.

فرشتہ :

تاریخ فرشتہ ازجے برگس–مطبوعۂ لنڈن –

Ferishta's History, by J. Briggs, 4 Vols. London, 1829.

هرش چرت :

هرش چرت – مصنفۂ بان‌بهٹ کا انگریزي ترجمہ از اي – بي – کاول و ایف – ڈبلیو ٹامس – مطبوعۂ لنڈن –

Harsha-charita of Bana, translated by E. B. Cowell and F. W. Thomas. London, 1897.

اجنٹا :

اجنٹا کے غار – از لیڈی هیرنگهم – مطبوعۂ لنڈن –

Lady Herringham's Ajanta Frescoes. India Society, London, 1915.

کادمبری :

کادمبري - مصنفه بان بهٹ کا انگریزي ترجمه از سي - ایم - رڈنگ -

Kadambari of Bana. Translated by C. M. Ridding. London, 1896.

کیتھه :

سنسکرت ڈراما-مصنفه اے-بي -کیتھه- مطبوعه اکسفورڈ -

A. B. Keith, the Sanskrit Drama. Oxford, 1924.

کتھا سرت ساگر :

کتھاسرت ساگر- مصنفه سوم دیو مترجمه سي-ایچ -ٹاني مولفه این-ایم پینزر -

Katha Sarit Sagara, by Soma Deva, Ocean of Story, trans. C. H. Tawney, ed. N. M. Penzer, 10 Vols. 1924.

للا :

للا واکیاني - مترجمه سر رچرڈ-سي - ٹیمپل - مطبوعه کیمبرج - سنه ۱۹۲۴ع -

The Word of Lalla the Prophetess, trans. Sir Richard C. Temple. Cambridge, 1924.

ناگ ننڈ :

(مصنفه سري هرش) کا انگریزي ترجمه از پامر بائڈ-

Naganauda (of Sri Harsha), English translation by Palmer Boyd, London, 1872.

تاریخ سمتهه :

آکسفورڈ هسٹري آف انڈیا-مصنفه ونسنٹ اے - سمتهه -

Oxford History of India, by Vincent A. Smith, Oxford, 1919.

مارکو پولو :

سفرنامہ مارکو پولو مترجمہ کرنل یول – مطبوعہ لندن –

Book of Ser Marco Polo, trans. H. Yule 2 Vols., London, 1871.

پریادرشك :

پریادرشک – ایک سنسکرت ناٹک مصنفہ ہرش کا انگریزی ترجمہ از جي–کے نریمان–

Priyadarshika, a Sanskrit drama by Harsha, trans. into English by G. K. Nariman. A. V. W. Jackson and C. J. Ogden, New York. Columbia Univ. Press, 1923.

قران السعدین :

قران السعدین از امیرخسرو–فارسي متن مع اُردو مقدمہ – مؤلفہ سید حسن برني

مطبوعہ علي گڈھہ – سنہ ١٩١٨ع –

Qiran-us-Sa'dain of Amir Khusrau. Persian Text with Urdu Introductions, Ed. Saiyid Hasan Barni. Aligarh, 1918

رتناولی :

(سري ہرش کي) رتناولی کا متن مع ترجمہ از ساردارنجن رائے کلکتہ –

Ratnawali (Sri Harsha's) Text, with translation by Sardaranjan Ray. Calcutta, 1919.

کپور منجری :

راج شیکھر کے ناٹک کپور منجري کا متن مع انگریزي ترجمہ از

سي – ایچ – لانمین – مطبوعہ ھارورڈ یونیورسٹي پریس –

Raja-Shekhara's Karpura-Manjari, Text by Sten Konow. English trans. by C. H. Lanman. Harvard University Press, Cambr., Mass., 1901.

ٹامس :

دهلي کے پٹھان بادشاهوں کے عهد کے حالات از۔اي ٹامس مطبوعۂ لنڈن ۔

E. Thomas, Chronicles of the Pathan Kings of Delhi. London, 1871.

تین مسافر :

تهري ٹریولرس ٹو انڈیا ۔ اے ۔ یوسف علی۔لاهور ۔

Three Travellers to India, by A. Yusuf Ali, Lahore. (R. S. Gulab Singh and Sons), 1926.

ٹاڈ :

راجستهان ' مصنفۂ جے ٹاڈ ' مرتبۂ ڈبلیو کرک ۔ مطبوعۂ اکسفورڈ ۔

J. Tod, Annals and Antiquities of Rajasthan, ed W. Crooke, 3 Vols. Oxford, 1920.

ویدیا :

هند وسطی کا هندو دور ۔ از سي ۔ وي ۔ ویدیا' پونا ۔

C. V. Vaidya, Mediæval Hindu India, 3 Vols. Poona, 1926.

یوأن چوانگ :

یوأن‌چوانگ کی سیاحت هند از ٹامس واٹرس ۔ مطبوعۂلنڈن ۔

Yuan Chwang's Travels in India, by Thomas Watters, 2 Vols. London, 1904.

فہرست مضامین

لیکچر دوئم - (ساتویں صدی عیسوی)

پہلا دور

صفحہ

صفحہ

لیکچر سوئم - (دسویں اور گیارھویں صدی عیسوی)

صفحہ

لیکچر چہارم - (چودھویں صدي عیسوي)

لکچر اول

تمہید

ہندوستانی اکاڈیمی نے اپنے لیکچروں کے سلسلہ کی اِبتدا تاریخ ہند کے از منۂ وسطیٰ کے موضوع سے کی ہے' اور اس مقصد کے لئے مجھکو مدعو کرکے جو عزت بخشی ہے' اس کا مجھے پورا احساس ہے -

اکاڈیمی اور اُردو

اِس اکاڈیمی کا آغاز بذات خود زمانہ کی رفتار کا آئینہ ہے - جیسا کہ آپ کو معلوم ہے' میرا نام برسوں سے اِن صوبہ‌جات میں اُردو زبان اور ادب کی تحقیق و تشریح سے منسوب رہا ہے - جب میں حیدرآباد میں تھا' تو مجھے وہاں کی اُردو تحریک اور جامعۂ عثمانیہ کے متعلق اِبتدائی جد و جہد میں حصہ لینے کا فخر بھی حاصل ہوا -

اس وقت وہاں ایک شعبۂ ترجمہ تھا، جو اب بھی موجود ہے - اس کا مقصد یہہ ہے، کہ اپنی زبان کو ایسی طبعزاد تصانیف اور مستند کتابوں کے ترجموں سے مالا مال کیا جائے، جو جامعہ میں اُردو زبان کے ذریعے تعلیم و تعلّم کے لئے موزوں ہوں - میں نے اُن کے لئے ایک مختصر سا رسالہ سپرد قلم کیا تھا، جس کا مقصد اُردو کتابت کی طرز تحریر اور طباعت کو منظم کرنا تھا -

اُردو ٹائپ

میں نے اُردو میں ٹائپ کو رواج دینے کے لئے بھی جد و جہد کی تھی، اور اب بھی اس کا حامی ہوں - اردو کے اکثر ماہرین کی طرح میں بھی موجودہ اردو ٹائپ اور ٹائپ میں چھپی ہوئی کتابوں سے جو آئے دن سرکاری و دیگر مطابع سے نکلتی رہتی ہیں، مطمئن نہیں ہوں - اردو حروف کی تمام مختلف شکلوں کو جو ہاتھہ کی لکھائی میں نظر آتی ہیں، ٹائپ میں نقل کرنا آج تک ایک سعی لاحاصل ثابت ہوا ہے - قلمی تحریر کی خوبیوں کا اِنحصار مختلف امور پر ہے، مثلاً حروف کے دائروں اور قوسوں کی شکل اور قد میں حسب موقع تنّوع پیدا کرنا، اور ایک خاص حرف

کي شکل اس کے کسي لفظ کي اِبتدا' وسط یا آخر میں آنے پر حسب حالت بدلنا - طباعت کا حُسن یہہ ھے' کہ حروف کي شکل اور قد میں یکسانیت ھو' سطریں اُقلیدسي صحت کے ساتھہ برابر برابر ھوں' اور پہلي ھي نظر میں پڑھہ لینا ایك آسان کام اور جمالیاتي لذت بن جائے - اگر ایك ھي حرف کو دو دو تین تین صورتیں دي جائیں' تو ٹائپ کے حروف کي تعداد کسي کے بس کا روگ نہ رھیگي' اور اِس سے حروف جوڑنے والوں کا کام لازمي طور پر مشکل اور گراں ھو جائیگا - اور آپ جانتے ھیں' کہ دور حاضرہ کي تجارتي طباعت میں لاگت ایسا جزو نہیں' کہ اِسے نظر انداز کیا جاسکے - ٹائپ کے متعلق لوگوں کے ذھن پہلے ھي سے زھر آلودہ ھو چکے ھیں' اس لئے اس میں کامیابي اسي صورت میں ھو سکتي ھے' کہ ٹائپ کي طباعت لیتھو سے بہتر اور ارزاں ھو - یہہ خیال صحیح نہیں' کہ ٹائپ کي طباعت حسین و جمیل نہیں ھو سکتي - اس کے حسن و قبح کے معیار لیتھو کي طباعت اور قلمي تحریر سے بالکل الگ اور صرف اسي سے مخصوص ھونگے - ھمارا پہلا کام تو ایك سستے اور حتی‌الامکان اچھے ٹائپ کي ترویج ھے' پھر جوں جوں زمانہ گزرتا جائیگا' حسین و جمیل ٹائپ بھي نکل آئینگے'

اور معیار روز بروز ترقی کرتا جائیگا - ٹائپ کی برتری کا راز
طباعت کی صفائی اور صحت میں مضمر ہے - موجودہ زمانے
میں جس زبان کا انحصار کُلیۃً لیتھو پر ہو' اور وہ طباعت
کے متعلق تازہ ترین ایجادات سے فیض یاب نہ ہو سکتی
ہو' وہ کافی ترقی کرنا تو درکنار ضروریات سے نپٹ بھی
نہیں سکتی -

مشترکہ زبان

آپ نے اپنی اکاڈیمی کو ''ہندوستانی اکاڈیمی'' کے
نام سے موسوم کرنے میں بڑی دانائی سے کام لیا ہے -
اس سے ملک کی زبان کو ان صوبہ جات اور ملک کے دیگر
حصوں میں حتی‌الامکان یکرنگ بنانے کی اس خواہش کو
بہت کچھہ تقویت حاصل ہوگئی' جو ہر ذمہ‌دار ہندوستانی
اپنے دل میں محسوس کرتا ہے - مزید بر آں میرا یہہ بھی
خیال ہے کہ آپ نے موجودہ حالات سے چشم پوشی اختیار
نہیں کی بلکہ آپ ہماری مشترکہ ہندوستانی زبان کی
دونوں صورتوں یعنی اردو اور ہندی رسم‌الخط کی ترقی میں
کوشاں ہیں - میں اِس مبارک تحریک کی تہ دل سے تائید
کرتا ہوں' جس سے ہماری زبان کی مختلف صورتوں میں

مطابقت پیدا ہوکر ایک مشترکہ معیار قائم ہو جانے کی امید ہو سکتی ہے - میرا خیال ہے، کہ اگر ہمیں اِس مقصد میں یہاں کامیابی حاصل ہوگئی، تو اس کا اثر صوبہ‌جات متحدہ کی حدود سے باہر بھی پڑیگا - ایک قسم کی مخلوط ہندوستانی اب بھی ملک کے طول و عرض میں ہندوستانیوں کی مشترکہ زبان ہے - اگر ہم اسے ہندوستان بھر میں ادبی اور کار و باری اظہار خیال کا ذریعہ بنا سکیں، تو اس سے مختلف مذہب و ملت کے لوگوں کے خیالات، گفتگو اور آئین میں بہت کچھہ مطابقت اور یگانگت پیدا ہو جائیگی، اور اِس طرح اُس قومی زندگی کے ارتقا کو بہت کچھہ تقویت حاصل ہوگی، جس کی خواہش مادر وطن کے ہر سپوت کے دل میں موج زن ہے -

اکاڈیمی کا صدر مقام اور گورنمنٹ سے تعلق

اکاڈیمی کا صدر مقام صوبہ جات متحدہ کے پایہ تخت میں قائم کرنے سے اِسے ایک مرکزی حیثیت حاصل ہو گئی ہے، جوکئی لحاظ سے مفید ہے - اگر چہ اُردو علم ادب کے بڑے بڑے مرکز دہلی، لکھنؤ اور حیدر آباد (دکن) سمجھے جاتے ہیں، لیکن

اکثر وجوہ سے الہ‌آباد کی پُرسکون فضا قابل ترجیح ہے -
دہلی اب ہندوستان کا سیاسی پایہ تخت ہے، اور اس لئے
سیاسی تحریکات کے ہر‌‌طرح کی جولا نگاہ بن رہی ہے - لکھنو
بے شک ایک دلفریب شہر ہے، اور اُردو علم ادب کی گزشتہ
تاریخ کے لحاظ سے الہ‌آباد کی نسبت قابل ترجیح قرار دیا
جانے کا مدعی ہو سکتا ہے - میں لکھنؤ کی اُردو انجمن
کا صدر رہ چکا ہوں، اس لئے یہہ غلط فہمی پیدا نہیں ہونی
چاہئے، کہ میں کسی طرح لکھنؤ کے دعاوی کی اہمیت
کو نظر انداز کر رہا ہوں - لیکن میں محسوس کرتا ہوں،
کہ گورنمنٹ سے اکاڈیمی کا تعلق ہونے کے باعث الہ‌آباد کو
اس کا صدر مقام قرار دینے میں زیادہ سہولت رہیگی -
اکاڈیمی کا گورنمنٹ سے تعلق اِس کے استحکام کے لئے بھی
مفید ثابت ہوگا، اور اس سے اکاڈیمی کو وہ تحریک و تقویت
حاصل ہوگی، جو ہندوستان کی موجودہ حالت میں صرف
حکومت کی نظر التفات ہی سے ممکن ہے - لیکن مجھے پوری
توقع ہے، کہ صوبہ‌جات متحدہ کے پانچوں بیت‌العلوم اور
غالباً دیگر بیت‌العلوم اور اُردو علم ادب سے دلچسپی و
ہمدردی رکھنے والی غیر سرکاری انجمنیں بھی اکاڈیمی کے
اغراض و مقاصد کی تکمیل کے لئے آپ سے تعاون کرینگی -

یورپ کے ازمنۂ وسطیٰ

آپ کا ارشاد ہے، کہ میں تاریخ ہند کے ازمنۂ وسطیٰ پر تقریر
کروں-اب دیکھنا یہہ ہے، کہ ان ازمنۂ وسطیٰ سے کونسا زمانہ
مراد لیں-یورپ کي تاریخ میں اگرچہ ازمنۂ وسطیٰ کا ٹھیک تعین
نہیں ہوا، لیکن ان کا اطلاق کم و بیش مغربي سلطنت روما
کي تباهي (سنہ ۴۷۶ع) سے ترکي فتح قسطنطنیہ سنہ (۱۴۵۳ع)
تک کے زمانہ پر ہوتا ہے- یہہ قریباً ایک ہزار سال کا عرصہ یقیناً
یورپ بلکہ کل نوع انسان کي تاریخ کے ارتقا میں ایک خاص
اور اہم مرحلہ کي حیثیت رکھتا ہے - یہہ درمیاني وقفہ
یورپ کے قدیم کلاسیکل عہد (یعني قدیم علم ادب کے
مستند زمانہ) کو اس کي تاریخ حاضرہ سے ملاتا ہے - قدیم
یونانی اور رومن اقتدار کے زمانے میں جن قوموں اور شہروں
کا سکہ رواں تھا، اُن کي سیاسي قیادت کے بتدریج زوال کا
زمانہ یہي ہے - اِس زمانے میں یورپ کي مختلف نسلوں
کي نئے سرے سے شیرازہ بندي ہوئي، جرمن، گاتھک اور
سکنڈے نیویَن کے آئین و ادارات سارے یورپ میں پھیل
گئے، اور پھر رفتہ رفتہ اُسي کلاسیکل تہذیب کے زیر اثر
(جس کي قوتیں اب زائل ہو رهي تھیں) اِن نو وارد تہذیبوں

کي هيئت تبديل هونے لگي - اِس زمانے ميں رومن کيتھولک چرچ اور پاپائي نظام کي تنظيم اور پھر سارے يورپ ميں اِس کے عام اثر و اقتدار کي بدولت ايک خاص حد تک يکسانيت اور هم آهنگي پيدا هوگئي - اسي زمانے ميں فيوڈلزم (Feudalism) کے مخصوص قوانين و رسوم اور معيار عزت و شرافت معرض وجود ميں آئے' اور آخرکار يورپ کے مختلف ممالک ميں زبردست اور مخصوص قومي سلطنتيں قائم هو جانے سے مٹ مٹا کر رہ گئے اِن خصوصيات ميں اس امر کا بهي اضافه کرلو' که اِس عهد کي تاريخ ايک دُهندلکے ميں مستور نظر آتي هے' اور بخلاف اِس کے قديم اور موجوده تواريخ ميں لوگوں کي طرز زندگي' خيالات و عادات اور معاشرتي آئين کافي واضح اور نماياں هيں -

تاريخ هند ميں ازمنهٔ وسطئ

کيا هندوستان کي تاريخ ميں بهي کوئي ايسي هي خصوصيات ملتي هيں' جن کي مدد سے هم ايک کافي طويل عرصه معين کر کے اُسے "ازمنهٔ وسطئ" کے نام سے موسوم کر سکيں؟ ميں مروجه درسي کتابوں کي رسمي ترتيب کو جس کے مطابق تاريخ هند کو قبل بدهه' بدهه' هندو' مسلم اور برطانوي زمانوں ميں

تقسیم کیا جاتا ہے، نہ تو علمي طور پر صحیح مانتا ہوں، اور نہ علمي نقطۂ نظر سے مفید سمجھتا ہوں - ہم نہیں جانتے، کہ بدھہ مذہب کا دور دورہ حقیقي معنوں میں کب تک رہا اور نہ اس امر کي کوئي دلیل موجود ہے، کہ اس عہد میں برہمني دھرم بالکل مفقود ہو چکا تھا - اِس کے علاوہ لفظ "ہندو" سے بھي کسي زمانے کو نمایاں اور واضح طور پر دوسرے سے متمیز کرنے میں کوئي مدد نہیں ملتي - اسي طرح مسلم اور برطانوي زمانوں کا تعین بھي دشوار ہے - معقول طریقہ یہہ ہے، کہ ہم اپني تاریخ کو تین بڑے بڑے زمانوں میں تقسیم کرلیں، یعني قدیم، وسطي، اور جدید - عام معنوں میں تاریخ کا آغاز ہونے سے پہلے زمانہ کے متعلق بھي ہمارے پاس کافي مصالحہ موجود ہے، مگر اس کي کوئي خاص تاریخیں مقرر نہیں ہو سکتیں - البتہ ہم اِس تمام مصالحہ کو ایک دور کے تحت میں لا کر اس کا نام "زمانۂ قبل از تاریخ" رکھہ سکتے ہیں - لیکن دقت اُس وقت پیش آتي ہے، جب ہم ان زمانوں کو تاریخ وار مرتب کرنے لگیں - یہ ممکن ہے، کہ زمانۂ قبل از تاریخ کا اطلاق گوتم بُدھہ کي پیدائش تک کے زمانہ پر کیا جائے، اور پھر قدیم تاریخ کا آغاز بُدھہ مت کی تبلیغ کے زمانہ سے

سمجھیں - لیکن ہندوستان کے قدیم زمانہ کا خاتمہ کہاں کیا جائے؟ کیمبرج ہسٹری آف انڈیا میں تو اسے سن عیسوی کے آغاز تک شمار کیا گیا ہے - مسٹر کے - ڈی - بی کا ڈرنگٹن کی تحریر سے مترشح ہوتا ہے، کہ وہ ہندوستان قدیم کا زمانہ گپتا خاندان تک سمجھتے ہیں، اور اس کے بعد عہد وسطی کا آغاز شمار کرتے ہیں - مسٹر سی-وی ویدیا نے اپنی کتاب ”ہندوستان کا عہد وسطی“ میں (جس کی تین جلدیں شائع ہو چکی ہیں، اور ایک ابھی باقی ہے ہماری تاریخ کے ازمنۂ وسطی کا آغاز سنہ ۶۰۰ع سے کر کے ان کو سنہ ۱۲۰۰ع پر ختم کیا ہے - آپ کے یونیورسٹی سکول آف ہسٹری کے مسٹر ایشوری پرشاد اِس ہندو وسطی کا آغاز سنہ ۶۴۷ع یعنی مہاراجہ ہرش کے انتقال سے کرتے ہیں، اور اس کا خاتمہ اُنھوں نے مغلوں کی فتح ہند کے موقع پر کیا ہے - آگے چل کر معلوم ہوگا، کہ ازمنہ وسطی کی اِس تعریف کے حق میں بہت سے دلائل ہیں -

ہرش سے پرتھوی راج تک

تاریخ یورپ کی جن خصوصیات کا اُوپر ذکر ہو چکا ہے، اگر اُن کے مقابلے میں کچھہ ایسی ہی نمایاں خصوصیات

ہندوستان کی تاریخ میں بھی مل جائیں، تو ہمیں ایک خاص دور معین کرکے اسے اپنے ازمنۂ وسطی کے نام سے موسوم کرنے میں بہت سہولت ہو جائے - اگر غیر مہذب قوموں کے وقتا فوقتا ہندوستان میں وارد ہونے پر نظر ڈالی جائے، تو معلوم ہوگا، کہ اب سے صرف چند صدی پیشتر تک کوئی وقت ایسا نہیں گذرا جب ہندوستان ان حملوں سے کُلیۃً محفوظ رہا ہو - ہمیں معلوم نہیں کہ آرین حملوں سے پہلے ہندوستان پر کون کون سی قومیں حملہ آور ہوئیں، لیکن اب اِس امر کا مکمل ثبوت موجود ہے، کہ وادی سندھ کو عراق کی قدیم تہذیبوں سے کچھ نہ کچھ تعلق ضرور تھا - خود آرین حملے بھی کافی طویل زمانے پر حاوی ہیں - اس دوران میں بہت سے آرین قبائل وقتاً فوقتاً ہندوستان میں وارد ہوئے، جو ملک کے لسانی ارتقا پر اپنی مُہر ثبت کر گئے ہیں - جب ہندی آرین ملک میں آباد ہوئے، اور ملکی باشندوں سے کچھ خلط ملط ہونے لگے، اس کے بعد ایرانی اور یونانی اقوام حملہ آور ہوئیں، اور پھر ان کے بعد تورانیوں اور وسط ایشیا کے مخلوط قبائل کے حملوں نے زور پکڑا - یہ سلسلہ سن عیسوی کے آغاز سے چند صدی بعد تک جاری رہا - گپتا خاندان کے عہد اقتدار (سنہ ۳۲۰ع لغایت سنہ ۴۵۵ع)

کي استوار اور منظم تہذیب اپنے پیشتر اور بعد کي تاخت و تاراج کے صحرائے لق و دق میں ایك خوشنما نخلستان معلوم هوتي هے - تہذیب و تمدن کے اعتبار سے مہاراجہ هرش کا زمانہ (سنہ ۶۰۶ع لغایت سنہ ۶۴۷ع) گپتا تہذیب کي ایك آخري جھلك معلوم هوتا هے - هرش کے بعد بہت سے حملے هوئے، جن کي تفصیلات هم پر پورے طور پر روشن نہیں هیں - لیکن یہ امر بخوبي واضح هے، کہ هرش کے بعد چار صدیوں تك بہت سي غیر ملکي نسلیں هندوستان میں آکر یہاں کے باشندوں سے خلط ملط هوتي رهیں - اب اِس اختلاط کي رفتار نسبتا بہت تیز هوگئي تھي، اور هونا - گوجر - جات کے اقتدار کے باعث، جو راجپوت قبائل کا سرچشمہ تھا، هندوستان کے باشندوں کي قبائلي تقسیم نئے سرے سے هو گئي - حقیقت میں هم ان چار صدیوں کو "راجپوت عہد" کا نام دے سکتے هیں - اگر هم راجپوت اقتدار کا زمانہ پرتھوي راج دهلوي کے انتقال (سنہ ۱۱۹۳ع) پر ختم کریں تو میرے خیال میں ڈھنڈلکے کا ایك کافي طویل زمانہ بن جاتا هے، جسے هم بجا طور پر از منۂ وسطی کا آغاز قرار دے سکتے هیں -

پرتھوي راج سے عہد مغلیہ تک

لیکن راجپوت قبائل کي یہ نئي شیرازہ بندي ہندوستان
کي آبادي کي کوئي مستقل تقسیم و ترتیب ثابت نہ ہوئي ۔
مسلم حملے، جن کے ساتھہ بہت سي نئي نئي نسلیں، نئے نئے
تمدني ادارات، اور قوانین و آئین کا ایک استوار اور واضح
سلسلہ ہندوستان میں وارد ہوا، اور ہندوستان کے معاشرتي
اور تمدني حالات کے سمندر کو بلو بلو کر برابر انقلاب پیدا
کرتا رہا ۔ اِس سے بھي اہم یہ بات ہے، کہ مسلم تمدن ہندو
دھرم میں جذب ہو جانے کے بجائے ایک نمایاں اور دائمي
رد عمل کا باعث ہوا ۔ قریباً (سنہ ۱۰۰۰ع سے سنہ ۱۳۱۰ع) تک
مسلم اقتدار اور مسلم تمدن کي لہریں کبھي کم اور کبھي
زیادہ زور سے ہندوستان میں متواتر وارد ہوتي رہیں، حتی
کہ چودھویں صدي عیسوي کے آغاز میں قریب قریب تمام
ہندوستان دکن سمیت مسلم اقتدار کے زیر اثر اور اس کا
بہت بڑا حصہ براہ راست مسلم حکومت کے تحت میں آگیا ۔
لیکن اس وقت بھي سوسائٹي کي کوئي معاشرتي تنظیم و
ترتیب نہ تھي، اور نہ سوسائٹي کے معاشرتي اور تمدني ارتقا کے
لئے کوئي میدان ہي تھا ۔ قریباً سنہ ۱۳۱۰ع اور سنہ ۱۵۲۶ع

کے درمیان سلطنت دھلي کے زوال کے باعث بہت سي مقامي
ریاستیں معرض وجود میں آگئیں - یہ بھي زیادہ تر مسلم
ھي تھیں - ان کي کوئي مستقل حدود نہ تھیں، اور کسي
ریاست کے لئے بھي کسي خاص سیاسي نظام پر عمل کرنا
آسان نہ تھا - سنہ ۱۵۲۶ع میں مغلوں کے وارد ھندوستان
ھونے پر فضا میں ایک نمایاں انقلاب رو نما ھو گیا - اب اگر
سیاسي اقتدار میں نہیں، تو کم از کم معاشرتي اور سیاسي
آئین و ادارات کي روش میں قدرے استحکام، کسی قدر
نظام اور تھوڑا بہت استقلال پیدا ھو گیا تھا -

ھندوستان کے از منۂ وسطی کے تین حصے

اس لئے میرے خیال میں یہ بہتر ھوگا، کہ ھندوستان کے
از منۂ وسطی کا اطلاق ھرش کے انتقال (یعني قریباً ساتویں
صدي کے وسط) سے سلطنت مغلیہ کے قیام (یعني قریبا سولھویں
صدي کے وسط) تک کے زمانہ پر کیا جائے - نو صدیوں کا طویل
عرصہ پھر تین نمایاں حصوں میں تقسیم کیا جا سکتا ھے،
یعني (۱) ھندو سوسائٹي کي نئے سرے سے تنظیم اور شیرازہ
بندي کا زمانہ (سنہ ۶۴۷ع لغایت سنہ ۱۰۰۰ع)، (۲) مسلم
اقتدار کے بتدریج نفوذ کے زیر اثر ھندوستاني سوسائٹي

کي مزيد ترتيب و تنظيم کا زمانه (قريبا سنه ١٠٠٠ع لغايت سنه ١٣١٠ع) اور (٣) سلطنت دهلي کا زوال' جس سے بہت سي چهوٹي چهوٹي خود مختار رياستيں وجود ميں آگئيں' اور اس وجه سے هندوستان ميں من حيث‌القوم اتحاد عمل کا فقدان تها' جس کا نتيجه يہه هوا که مغل حمله آور هندوستان پر قابض هوگئے (سنه ١٣١٠ع لغايت سنه ١٥٢٦ع)' چونکه همين يہه سب کچهه اس تمهيدي تقرير کے بعد تين لکچروں ميں ختم کرنا هے' اس لئے بہترين طريق عمل يہه هوگا که هر دور کے مطالعه کي بنياد ايسي شهادتوں پر رکهي جائے جو اُس کے آغاز پر روشني ڈالتي هوں - ازمنهٔ وسطیٰ کي مذکورهٔ بالا تقسيم کا ايک اَور فائده يہه هوگا که يہه تقسيم کسي حد تک يورپ کے ازمنهٔ وسطیٰ کي تقسيم سے ملتي جلتي هے' اور اس لئے هندوستان کے ازمنهٔ وسطیٰ کے مطالعه کے ساتهه ساتهه دونوں کي تاريخوں کا باهم مقابله بهي آساني سے هوسکيگا - اگر ازمنهٔ وسطیٰ کا يہه تعين درست تسليم کرليا جائے تو زمانهٔ جديد عهد مغليه اور عهد اِنگلشيه هر دو پر مشتمل هوگا' جنکے درمياني وقفه ميں کوئي نيا انقلاب اچانک ظهور پذير نہيں هوا' بلکه بتدريج تغير و تبدل هوتا رها هے - خود مغل بهي زمانهٔ حال

کي تحریکات سے متاثر ہوئے بغیر نہ رہے، اور ان کے دول مغربي
کے ساتھہ بھي تعلقات تھے - مغلوں کے زمانہ میں مشرقي
سمندروں میں یورپ والوں کي سرگرمیوں کي توسیع کے باعث
غیر ملکي بحري تجارت رفتہ رفتہ ترقي کرتي گئي، جس سے
ہندوستان کي اقتصادي زندگي بیش از بیش موجودہ شکل
اختیار کرنے لگی -

لکچر دوئم

(ساتویں صدي عیسوي)

پہلا دور

معاشرتي و اقتصادي کوائف

یہہ فرض کرلینے کے بعد کہ ہمارے ازمنۂ وسطیٰ ساتویں صدي کے وسط سے شروع ہوکر سولھویں صدي کے وسط میں ختم ہو جاتے ہیں، ہم معاشرتي اور اقتصادي حالات کے مطالعہ کے لئے بڑي آساني سے تین نمایاں عہد منتخب کرسکتے ہیں، جن پر اِس زمانہ کے حصوں کا آغاز ہوتا ہے - پہلا عہد جو میں منتخب کرونگا، مہاراجہ ہرش کا زمانہ ہے - اِس میں ہمارے مطالعہ کے لئے کافي مواد موجود ہے - اگر چہ اِقتصادي کوائف کے لئے پورا مصالحہ نہیں ملتا، لیکن معاشرتي زندگي کي ہم قریب قریب مکمل تصویر تیار کر سکتے ہیں - مگر معاشرتي اور اقتصادي حالات باہم اس طرح گُھلے ملے ہوتے ہیں کہ ان میں کوئي نمایاں حد فاصل قائم نہیں کي جاسکتي - اب ہم اُن کوائف پر ایک مختصر سا تبصرہ

کرینگے، جو اس زمانہ کے متعلق شہادتوں کا احتیاط اور توجہ سے مطالعہ کرنے پر دستیاب ہوتے ہیں -

اسناد و شواہد

(الف) ڈراما

ان شہادتوں کو ہم چار گروہوں میں تقسیم کرسکتے ہیں - پہلا گروہ اس زمانہ کے ادب ڈراما پر مشتمل ہے، جس کی نمائندگی کا حق وہ تین ناٹک بوجہہ احسن ادا کرتے ہیں، جو خود مہاراجہ ہرش سے منسوب کئے جاتے ہیں، یعنی پریا درشکا، رتنا ولی اور ناگ نند - ماہرین کی اکثریت اِن تینوں کو ایک ہی مصنف سے منسوب کرنے کے حق میں ہے - اگر یہہ ناٹک حقیقتا اور کُلیۃً مہاراجہ ہرش کی تصنیف نہ بھی ہوں، تو بھی اِس امر میں شک و شبہ کی گنجائش نظر نہیں آتی، کہ یہ تینوں اُن کی سر پرستی میں تیار کئے گئے تھے - ہمارے مقصد کے لئے اِتناہی معلوم کر لینا کافی ہے، کہ یہ قریبا کس زمانہ میں لکھے گئے - اور چونکہ اس معاملہ کے متعلق ذرا بھی شک و شبہ یا اختلاف رائے نہیں ہے، اس لئے ہمیں یہ باور کرنے میں کوئی امر مانع نہیں،

نہ جن واقعات کا اِن ناٹکوں میں ذکر کیا گیا ہے، وہ ساتویں صدی کی معاشرتی زندگی کا صحیح نقشہ پیش کرتے ہیں - یہ درست ہے، کہ ان ناٹکوں کا حلقۂ نظر بہت محدود ہے - یہ صرف دربار اور درباری اُمرا کی ضیافت طبع کے لئے تیار کئے گئے تھے، اور اِن کے پلاٹ (Plot) شاہی محل کی عاشقانہ سازشوں کے بعض مخصوص پہلوؤں تک محدود ہیں - لیکن اس کے باوجود بھی جس زمانے میں یہ لکھے گئے تھے، اس کی حقیقی زندگی کا اندازہ کرنے کے لئے بہت مفید ہیں -

(ب) بان بھٹ کا منثور قصیدہ اور افسانہ

اسناد کا دوسرا گروہ بان بھٹ کے دو افسانوں پر مشتمل ہے - یہ ہرش کا درباری تھا، اور اپنے زمانے کے اخلاق و آداب کے متعلق نہایت ہی واضح اور کار آمد بیان چھوڑ گیا ہے - اِن میں سے ہرش چرت مہاراجہ ہرش کی ابتدائی زندگی کے حالات و واقعات پر مشتمل ایک منثور مدحیہ افسانہ ہے، جس میں ان کے خاندان کی ترقی اور اقتدار کا بھی شاعرانہ نثر میں ذکر کیا گیا ہے - دوسری تصنیف کادمبری ہے، جو سنسکرت نثر کی ایک بلند پایہ مثال ہے، اور ہر زمانے میں

هندوستان کے ودوانوں سے خراج تحسین وصول کرتی رہی ہے - اِس میں ایک عجیب و غریب طوطے کی داستان نہایت ہی دلفریب پیچیدہ انداز میں بیان کی گئی ہے - حقیقت وواقعیت کی ظاہری فضا میں عشق و محبت، شجاعت اور مافوق‌الفطرت تبدیل ہیئت کی دلچسپ داستانیں (فسانہ در فسانہ) نہایت خوش اُسلوبی اور کامیابی سے داخل کی گئی ہیں - بان بھٹ نے زندگی کے مختلف مدارج کی تصویر تیار کرتے وقت اس کے ایک ایک جزو میں نہایت محنت سے رنگ آمیزی کی ہے - زندگی کے نقشہ میں باریک رنگ آمیزی کے متعلق اس کا انداز زمانہ حال کے انگریزی ادب میں کامپٹن میکنزی (Compton Mackenzie) کے ناولوں سے مشابہ ہے - لیکن بان بھٹ کو میکنزی سے وہی نسبت ہے، جو مشرقی منبت کاری کے اعلیٰ ترین نمونہ کو کسی یورپین زردوز کی نمایاں تر دستکاری سے ہو سکتی ہے - بان کے رنگین اور مرصع انداز بیان میں مبالغہ کو بہت کچھ دخل ہے، لیکن اس مبالغہ کو ترک کر دینے پر بھی ہمارے پاس اس زمانہ کی ایک ایسی مکمل تصویر رہ جاتی ہے، جو اِس سے کئی صدی بعد کے زمانہ کے متعلق بھی کہیں دستیاب نہیں ہوتی - ان ہر دو تصانیف کا نہایت نفیس انگریزی ترجموں میں مطالعہ کیا

جا سکتا ھے، جو کتب شرقیہ کے ترجموں کے سلسلہ مطبوعہ لنڈن
(Oriental Translation Fund Series) میں شامل ھیں -
کادمبري کا ترجمہ مس سي-ایم-رڈنگ (Miss C. M. Ridding)
نے اور ھرش چرت کا اي-بي-کاول اور ایف-ڈبلیو- ٹامس
(E. B. Cowell and F. W. Thomas) صاحبان
نے کیا ھے - اگر ھندوستاني اکاڈیمي سنسکرت کتابوں
کا اردو میں ترجمہ کرنے کي خواھش مند ھو، تو ان
دونوں ترجموں کي بڑے وثوق سے سفارش کي جا سکتي
ھے - اِس امر کا فیصلہ کہ آیا اِن کا اردو میں ترجمہ ھو بھي
سکتا ھے یا نہیں، ھم اُن لوگوں پر چھوڑ دیتے ھیں، جو اِس
کٹھن راستے پر گام زن ھونے کي جرأت کریں -

(ج) چیني سیاح

اِس دور کے متعلق معتبر شہادتوں کے تیسرے گروہ
میں یوأن چوانگ (جسے ھیونگ سانگ بھي لکھتے
ھیں) کا سفرنامہ اور اس کي سوانح عمري شامل ھیں،
جو چیني زبان میں لکھے گئے تھے - سفر نامہ کا تازہ
ترین اور بہترین ترجمہ وہ ھے، جو ٹامس واٹرس (Thomas Watters)
نے کیا ھے (Oriental Translation Fund) - اور

اس کي سوانح عمري کا صرف ايک هي انگريزي ترجمه هے' جو مسٹر ايس-بيل (S. Beal) نے کيا تھا' اور اب سے کوئي ايک صدي پہلے شائع هوا تھا - يه ترجمه صحت کے لحاظ سے کچھه زياده اعتبار کے قابل نهيں - ميں نے اپني چھوٹی سي انگريزي کتاب "هندوستان ميں تين مسافر" (Three Travellers to India) ميں هندوستان کے متعلق اِس چيني سياح کے بيان کا ايک مختصر سا خاکه دے رکھا هے - يه کتاب پنجاب يونيورسٹي ميں ميٹريکوليشن کے نصاب ميں شامل هے -

(د) کتبے اور فنون لطيفه

معتبر شهادتوں کا چوتھا گروه سکوں' کتبوں اور اُس زمانے کي سنگ تراشي اور نقاشي کے نمونوں پر مشتمل هے - جهاں تک هرش کے زمانے کے سکوں کا تعلق هے' همارے پاس اِن کے بہت کم نمونے موجود هيں - اور يه امر کچھه حيرت انگيز نهيں' کيونکه يوآن چوانگ لکھتا هے"* که بندر گاهوں سے جو اشياء بر آمد هوتي تھيں' اُن کي خريد و فروخت کا ذريعه تبادلۂ اجناس تھا' اور اندروني تجارت ميں سونے چاندي کے سکوں

* يوآن چوانگ-جلد ۱ - صفحه ۱۷۸

کے علاوہ کوڑیاں اور چھوٹے چھوٹے موتي زیادہ استعمال کئے جاتے تھے - کتبوں کے ہمارے پاس تین نمونے موجود ہیں، جن میں سے دو تامب پتر ہیں (یعني عطیۂ زمین کي سندات جو تانبے کي تختیوں پر کندہ ہیں) - ان سے ہمیں مالیہ وصول کرنے کے عام دیہاتي طریق کے متعلق کچھہ واقفیت حاصل ہوتي ہے - اس زمانے کي نقاشي اور سنگ تراشي کے نمونوں کا معاینہ قلمرو نظام کے شمال میں اجنتا، اور ریاست گوالیار کے جنوب میں دھار سے کوئي پچاس میل مغرب کي جانب باغ کے غاروں میں کیا جا سکتا ہے - ان ہر دو فنون کي تصاویر کا مجموعہ لنڈن کي انڈیا سوسائٹي (India Society) نے شایع کیا ہے، اور بعض تصاویر کا کوڈرنگٹن صاحب کی انگریزي کتاب "ہندوستان قدیم" (Codrington's Ancient India) میں بھي شامل ہیں -

بادشاہ، وزیر اور نظام خانہ داري

بان بھٹ کے قصیدہ کا ممدوح خود مہاراجہ ہرش ہے، اور سارے قصیدہ میں اُسکے خلاف اسکے سوا کوئي بات نہیں ملتي کہ ہم عصر بادشاہوں اور حلیفوں کے ساتھہ اس کا طرز

عمل کسي قدر تحکمانه هوتا تها* - اس کے زبردست اور مضبوط کیرکٹر، مختلف مذاهب سے رواداري، بہت سے غایت درجه کي محبت و عقیدت اور علم ادب، موسیقي اور فنون لطیفه سے شغف کي تصدیق چیني سیاح نے بهي کي هے - هرش کو هم حقیقت میں ایك غیر معمولي انسان اور حکمران تصور کرسکتے هیں، لیکن هرش کے ناٹکوں میں عام بادشاه کي جو تصویر کهینچي گئي هے، وہ اس زمانه کے فرمارواؤں کے کمزور اور عیاش هونے پر دلالت کرتي هے - ایسے عام بادشاهوں کي سلطنت کا شیرازه اپنے قیام کے لئے وفادار برهمن وزیروں کے حسن تدبیر کا مرهون منت هوتا تها، لیکن یہه وزیر بهي کوتلیا کے ارتهه شاستر کے سیاسي فلسفه کي لغزشوں سے بالاتر نه هوتے تهے - عام طور پر راجه کي کئي کئي رانیاں هوتي تهیں، جو اس کے انتقال پر اس کے ساتهه ستي هوجاتي تهیں† - ان کے علاوہ اس کے حرم میں بہت سي کنیزیں بهي داخل هوتي تهیں - حرم سرا کي حفاظت کبڑے، بونے اور عمر رسیده آدمي کرتے تهے‡ - بڑي راني عموما زنانه کي نوجوان

---

* ٹیین مسافر - صفحه ۲۴ -

† پریا درشک - صفحه ۱۷ -

‡ پریا درشک - صفحه ۷۵ -

اس زمانے میں هیجڑے ضرور پائے جاتے هونگے کیونکه اس سے پیشتر منو اور مها بهارت میں بهي ان کا ذکر آتا هے -

اور خوبصورت عورتوں سے بے حد حسد کیا کرتي تھي - لیکن جب ان میں سے کوئي اعلیٰ اور کوئي شریف گھرانے کي ثابت ھوجاتي' تو بڑي راني راجہ کو اس سے شادی کرلینے کي رضامندي دے دیتي تھي' اور اُسے اپني سوکن سے مساوات کا برتاؤ کرنا پڑتا تھا -

خواتین اور اُن کے اطوار و عادات

اعلیٰ طبقہ کي عورتوں میں پردہ کا تھوڑا بہت رواج تھا - بعض جگہہ راني کے نقاب کا بھي ذکر آتا ھے* ' اور ڈراما سے یہہ بھي معلوم ھوتا ھے کہ جب راجہ نے اپني راني کو جادوگر کے کرتب دیکھنے کے لئے بلایا تو پہلے سب لوگوں کو کمرے سے باھر چلے جانے کا حکم دیدیا† - راني کي ایک رفیقہ کا ذکر بھي ''علامہ خاتون'' کي حیثیت میں آتا ھے' جو کسي اعلیٰ طبقہ کي عمر رسیدہ عورت تھي' اور شاھي خاندان کے دل بہلانے کے لئے چھوٹے چھوٹے ناٹک یا ایک آدھہ نظارہ (سین) تصنیف کرکے انھیں دکھانے کا اھتمام کیا کرتي تھي‡ -

* رتناولي - ایکٹ ۳ - ناگ نند - ایکٹ ۳ -

† رتنا ولي - ایکٹ ۴ -

‡ پریا درشکا - صفحہ ۴۷ -

اُونچے گھرانوں کي دوشیزہ لڑکیوں کو موسیقي' رقص اور سازندگي کے هنر سکھائے جاتے تھے -

برهمن مسخرہ

شاهي عشق و محبت کي ریشہ دوانیوں کے سلسلہ کا دار و مدار عموماً وِدُوشك یعني مسخرے کي عنایت پر هوا کرتا تھا - یہہ مسخرہ اگر چہ ذات کا برهمن هوتا تھا' لیکن ناٹك میں اسے قابل نفرت شخصیت بناکر پیش کیا جاتا تھا - یہہ حرص و آز کا بندہ تھا' اور معمولي غلام بھي اس کا مضحکہ اُڑاتے تھے* - ایك ناٹك میں برهمن وِدُوشك کو ایك غلام بري طرح گھسیٹتا هے' اس کا مقدس زُنّار توڑ دیتا هے' اور نہایت دریدہ دهني سے برهمن دیوتا کو "بھورا بندر" کہکر مخاطب کرتا هے - بان خود برهمن تھا' لیکن اس کے قلم سے بھي ایك جگهہ "چڑچڑے اور لڑاکے برهمن" کے الفاظ موجود هیں† - نظارہ یہہ تھا کہ یہہ برهمن راجہ کي سواري کو گذرتے دیکھنے کے لئے درختوں پر

---

* ناگ نند - صفحہ ۳۳ -

† هرش چرت - صفحہ ۲۰۹ -

چڑھه بیٹھے تھے' اور نیچے کھڑے عصا بردار انھیں اپنے
ڈنڈوں سے بے طرح کچوکے دے رہے تھے -

شاهي ایوان کي دیواریں سفید ریشمي پردے لٹکاکر
آراسته کي جاتي تھیں - فرش پر صندل کے عرق کا چھڑکاؤ
کي خوشبو کثرت اعلی درجه کا مشك ملا هوتا تھا - کیوڑے
کیاجاتاتھا' جس میں سے استعمال هوتي تھي - کمرے میں ایک
حجره سا بناکر اس میں سفید پلنگ اور جڑاؤ پائیدان
رکھا هوتا تھا' یہاں راجا صاحب ورزش اور دوپہر کے اشنان کے
بعد آرام فرماتے تھے - اُس وقت ایك دوشیزه اپني "تازه کنول
کي پتي ایسي هتیلي" سے آهسته آهسته ان کے پاؤں سہلایا
کرتي تھي - وه دوسرے ملکوں کے راجاؤں اور وزیروں سے یہیں
ملاقات کیا کرتے تھے' اور اُن دوستوں کو بھي یہیں شرف
باریابي نصیب هوتا تھا' جو اپنے رتبه کے لحاظ سے مقابلتاً
تنہائي میں ملاقات کرنے کے مستحق تھے* - ایوان کے بعض

* کادمبري - صفحه ۱۵ -

کمروں کي ديواريں نقش و نگار سے آراستہ هوتي تهيں - ان کمروں کو چتر شالا کہتے تھے* - هر باکمال فرمانروا عموماً سحر و ساحري کے فنون سے واقف اور زهروں کے ترياق کا ماهر هوتا تها† - ليکن راعي اور رعايا کے تعلقات سے قومي جذبات کي نشوو نما لازمي نه هوتي تهي' حتى که کسي بيروني دشمن کے حملہ کے آغاز هي ميں زميندار لوگ مقابله کرنے کے بجائے کچهه عرصه کے لئے اس کے سامنے سر تسليم خم کرديا کرتے تهے - اگر راجه کي طبيعت کا رجحان بدهه مت کے عقايد کے جانب هوتا' تو وه شستر باندہ کر اپني رعايا کي حفاظت کے اُس فرض سے غافل هو جاتا تها' جو ايک کشتري کي حيثيت ميں اس پر عايد هوتا تها - اس پر يهي خيال مسلط رهتا تها' که سلطنت کے لئے لاکهوں انسانوں کا خون بہانا مها پاپ هے‡ -

شہر اُجین

اب هم هرش کے دارالحکومت اُجين کی اُس تصوير کو ليتے هيں' جو بان نے الفاظ ميں کهينچي هے -

* پریا درشکا - صفحہ ۵۵ -
† پریا درشکا - ایکٹ ۴ -
‡ ناگ نند - ایکٹ ۳ -

اُجین ایک با رونق اور خوش و خرم شہر تھا؛ جو اپنی مرکزی حیثیت کی وجہ سے جنوبی اور مغربی ہندوستان کی دولت پر حاوی تھا - اس کے گرد ایک گہری خندق تھی' اور حفاظت کے لئے مضبوط فصیل بنی ہوئی تھی' جو چونا مٹی سے سفید نظر آتی تھی - متعدد مقامات پر نیلے آسمان پر باتیں کرتے ہوئے اونچے اونچے بُرجوں کا تصور بھی بان کے بیان سے بندھ سکتا ہے - بازار تجارتی مال سے بھرے ہوئے تھے - موتی' مرجان اور زمرد کی خرید و فروخت عام تھی - شہر کی تصویر گاہوں کی دیوا یں دلفریب نظاروں کے نقش و نگار سے مزین تھیں - اِن تصویروں کے نفس مضمون کا اندازہ ان تصاویر سے بخوبی کیا جا سکتا ہے' جو اجنتا اور باغ کے غاروں میں اب تک موجود ہیں - دیواروں پر تصویریں دو قسم کی بنائی جاتی تھیں - ایک وہ جنمیں پانی کے رنگ تیل کے بغیر پلستر سوکھنے سے پہلے بھرے جاتے تھے' اور جنکو اطالوی زبان میں فریسکو (Fresco) کہتے ہیں - دوسری وہ جو رنگوں کے ساتھ تیل کے بجائے کوئی اور مرغن شے مثلاً انڈے کی زردی ملاکر پلستر پر لگائی جاتی تھیں - اِس ترکیب کو اطالوی میں ٹیمپرا (Tempera) کہتے ہیں - مضامین اور نظارے دیوتاؤں' راکشسوں'

ناگوں اور دوسری پرانک هستیوں کے هوتے تھے، مگر روز مرہ
زندگی کے نقوش خال خال هی نظر آتے تھے - هرش کے زمانے
میں زیادہ تر شیو جی کی پوجا هوتی تھی، جنھیں
اس زمانے کے ناٹکوں اور افسانوں میں نمایاں حیثیت حاصل
هے - چوراهوں پر مندر تھے، جن پر سفید جھنڈے لہراتے
نظر آتے تھے - عشق کے دیوتا کامدیو کی بھی پرستش هوتی
تھی - اس کے جھنڈے پر مچھلی کی تصویر بنائی جاتی
تھی - بہار اور خزاں کے موسم میں لوگوں کے خاص تہوار
منانے کا بھی ذکر ناٹکوں میں آتا هے - ان تہواروں میں
عوام کافی آزادی سے کام لیتے تھے، اور خوب شور و شغب هوتا
تھا، جو موجودہ زمانے میں هولی کے تہوار سے بہت کچھ
ملتا جلتا هے - گھنٹوں کی خوشگوار ٹن ٹن سنائی دیا
کرتی تھی، اور خاص خاص اطلاعات مثلاً راجہ صاحب
کی تشریف آوری اور مراجعت کا اعلان ناقوس کی صدا سے
کیا جاتا تھا - مقدس کتابوں کے منتروں کے جاپ کی پیاری
اور سریلی آواز اکثر کانوں میں پہونچتی تھی - بہت سے
باغ باغیچے تھے، جو هر وقت چرس یا ڈول سے سیراب هوتے
رهتے تھے - کوؤں پر پختہ تھڑے موجود تھے، اور غالباً تہ خانے
بھی هوتے تھے - ان تہ خانوں میں جانے کے لئے زینے هوتے

تھے' جیسے آج کل باؤلیوں میں پائے جاتے ہیں - ارد گرد مفصلات میں گھنے درختوں کے تاریک جھنڈ تھے - دریائے سپرا جو چنبل کا ایک معاون ہے' شہر کے پاس سے ہو کر بہتا تھا' اور گرد و نواح کی سر زمین میں کنول کے پھولوں سے ڈھکی ہوئی، بہت سی جھیلیں بہار دکھاتی تھیں* -

لوگوں کی طرز زندگی

اُجین کے باشندے' جیسا کہ اِس دولتمند شہر کے لوگوں کو ہونا چاہئے تھا' نہایت زندہ دل اور خوشباش تھے - انھیں اپنے تعمیرات عامہ کے نمونوں پر بڑا ناز تھا' جو کوؤں' پُلوں' مندروں اور تفرج گاہوں پر مشتمل تھے - شاہراہوں پر مویشیوں کو پانی پلانے کے لئے چھپر بنے ہوئے تھے - دھارمک ودیارتھیوں کے لئے دار الاقامۃ اور عوام کے لئے جلسہ گاہیں تعمیر کر رکھی تھیں - اُجین والوں کے لئے سمندر کے بہترین خزانے شہر کی جانب کھنچے چلے آتے تھے - بان بھٹ کے عجیب و غریب الفاظ میں یہ لوگ "اگر چہ بہادر تھے لیکن بے حد خلیق' زبان کے میٹھے تھے لیکن راستگوئی کا دامن ہاتھ سے نہ چھوڑتے تھے' حسین و جمیل تھے' لیکن گناہ کی آلایش سے پاک'

* کادمبری - صفحہ ۲۱

مہمان نواز تھے لیکن مہمانوں سے تحفہ تحائف کی خواہش نہ رکھتے تھے، اگر چہ دولت اور محبت کے پجاری تھے، لیکن حد درجہ کے انصاف پسند'' انھیں فنون لطیفہ سے از حد شغف تھا - ان کی گفتگو لطائف و ظرائف سے پر ہوتی تھی - پوشاک شاندار اور بے عیب پہنتے تھے - انھیں غیر ملکی زبانوں میں دسترس حاصل تھی، اور فسانوں، پوتر اِتہاس اور پرانوں کی کتھا کے شوقین تھے - مگر اِس کے ساتھہ ھی جواري بھی پکے تھے* - مینا اور طوطے بڑے شوق سے پالتے تھے - ھودج سے سجے ھوئے یا بلا عماري ھاتھی کثرت سے پائے جاتے تھے، اور گھوڑے بھی ھر جگھہ نظر آتے تھے - بان کی اِس لفظی تصویر کی تصدیق اُن تصویروں سے بھی ھوتی ھے، جو غاروں میں موجود ھیں -

دیہات، جنگل، آشرم اور چنڈالوں کی فرودگاھیں

ملک کی آبادي گنجان نہ تھی - اِس امر کا کوئی ثبوت نہیں ملتا، کہ سڑکوں وغیرہ کا کوئی قابل تعریف انتظام موجود تھا - بہت سا رقبہ جنگلوں سے پٹا پڑا تھا، جن میں ھاتھیوں کی کثرت تھی '' سیکڑوں شیر ببر

* کادمبري - صفحہ ۲۱۱ و ۲۱۲

دھاڑتے پھرا کرتے تھے جنگلوں میں سنیاسیوں کے آشرم اور پشچاتاپ کے لئے تپوبن تھے - ایسے مقاموں پر شکار کے دوران میں اکثر راجہ مہاراجہ اُترا کرتے تھے - سنیاسیوں کے آشرم صنف نازک کے اثر سے خالی نہ تھے - ناٹکوں میں راجاؤں کی اکثر عاشقانہ ریشہ دوانیوں کا مرکز کوئی اعلیٰ گھرانے کی دو شیزہ ہوتی ہے، جس نے کسی سنیاسی مہاتما کی دھرم پُتری کی حیثیت میں اپنی ہی صنف کی بہت سی سہیلیوں میں پرورش پائی ہوتی ہے -

بان نے ایک بڑی عجیب وحشی آبادی کا ذکر کیا ہے - یہ چنڈالوں کی ایک فرود گاہ تھی، جسے بان بھٹ نے دنیا بھر کی بدعنوانیوں کا گہوارہ لکھا ہے - چنڈالوں کے لڑکے شکار کھیلنے، کتوں کی ڈوریاں کھینچنے اور چھوڑنے، باز سِدھانے، جال کی مرمت کرنے، ہتھیار سجانے اور مچھلیاں پکڑنے میں مصروف نظر آتے ہیں - ان کے جھونپڑے بانس کے گھنے جنگلوں میں پوشیدہ ہوتے تھے - احاطوں کی حدود کھوپڑیوں کے خرمنوں سے بنی ہوتی تھیں - راستوں میں جو کوڑا کرکٹ کے ڈھیر ہوتے تھے، ان میں ہڈیاں کثرت سے پائی جاتی تھیں - جھونپڑے کے صحن میں خون، چربی اور گوشت کے لوتھڑوں کی کیچڑ سی ہوتی تھی - ان کا ملبوس بھدے سے جنگلی

ریشم کا ہوتا تھا، اور بستر کی جگہہ یہ لوگ خشک کھالیں استعمال کرتے تھے - ان کے گھروں میں سنتری کا کام کتوں سے لیاجاتا تھا، اور یہ لوگ گایوں پرسوار ہوتے تھے - اس وحشت انگیز لفظی تصویر کا لب لباب بان نے اس مختصر مگر پُرمعنی فقرہ میں ادا کردیا ہے، کہ "یہ جگہہ تمام جہنموں کا نقشہ تھی*" - شاید یہ لوگ ان جرائم پیشہ قبائل کے آباواجداد تھے، جن کی فرودگاہیں آج کل بھی ہندوستان میں پائی جاتی ہیں - البتہ ان لوگوں پر آج کل کیسی پابندیاں عاید نہ تھیں، اور معلوم ہوتا ہے، کہ وہ مقابلتاً خوش حال اور فارغ البال تھے - یا شاید وہ ان قبائل کے نمائندے ہوں، جن کا بہت بڑا حصہ رفتہ رفتہ عام آبادی میں گُھل مل چکا ہو -

شِو جی کا اُپاسک

ہرش چرت میں ایک شئیوتپسوی کی شکل وصورت اور لباس کا مفصل بیان موجود ہے، جس کا مطالعہ ہمارے لئے کار آمد ہوگا - اس کے ساتھہ جوگیوں کا ایک جمگھٹ تھا - وہ صبح سویرے اٹھہ کر اشنان کرتا،

* کادمبری — صفحہ ۲۰۴

آٹھوں مقررہ طریقوں پر پھولوں کي بھینٹ چڑھاتا اور ھون کا اھتمام کرتا تھا - زمین پر گائے کے تازہ گوبر کا چوکا دیا جاتا تھا - تپسوي شیر کي کھال کے آسن پر بیٹھتا تھا ' جس کے گرداگرد بھبوت کي ایك لکیر مینڈ ایسي بني ھوتي تھی - تن ڈھانکنے اور سردي سے بچنے کے لئے وہ ایك سیاہ اُوني چولا استعمال کرتا تھا - اپنے بالوں کو اُوپر کي جانب اِکٹھے کرکے گرہ دے لیتا تھا ' اور اس کي جٹاؤں سے مالا کے گول گول منکے لٹکتے نظر آتے تھے - عمر پچپن سال کے قریب ھو گي - سر کے کچھہ بال سفید ھو گئے تھے ' اور چندیا کہیں کہیں سے گنجي نظر آتي تھي - کان بالوں سے ڈھك رھے تھے - مستك چوڑا تھا ' اور اِس پر بھبوت کا تلك لگا رکھا تھا ' - کبھي کبھي وہ تیوري چڑھا لیتا تھا - اس کي لمبی لمبي آنکھیں زردي مائل تھیں ' اور ان کے گوشوں میں لال لال ڈورے دکھائي دیتے تھے - اس کی ناك کا سرا گرڑ پنکھی کی چونچ کی طرح مڑا ھوا تھا - دانت گرنے شروع ھو گئے تھے ' لیکن جو باقی تھے ' وہ " شو مہاراج کی کلغی کی مانند سفید تھے ' وہ شو مہاراج جو ھروقت اس کے دل کے سنگھاسن پر براجمان رھتے تھے " - اس کا ھونٹ ذرا نیچے کو لٹکا ھوا تھا - لمبے لمبے کانوں میں بلوري مندرا شوبھا دے رھی تھیں - ایك

بازو میں لوھے کا کنگن پہن رکھا تھا ' اور جڑی بوٹیوں سے مرکب ایك تعویذ بندھا ھوا تھا - داھنے ھاتھہ سے مالا جپتا رھتا تھا - اس کے سینے پر لٹکتی ھوئی لمبی داڑھی گویا ایك جھاڑو تھی ' جو سینے کو خواھشات کے گرد و غبار سے پاك و صاف کر رھی تھی " - لنگوٹ پوتر کتان کا بنا ھوا سفید تھا - اس کے پاؤں کے تلوے ملائم اور سرخ تھے ' اور وہ ھر وقت کھڑاؤں پہنے رھتا تھا ' جو بالکل سفید اور پانی سے دھلی ھوتی تھیں - اس کے پاس بانس کا ایك ڈنڈا تھا ' جس کے سرے پر لوھے کا سوا لگا ھوا تھا - بات چیت بہت کم اور آھستہ آھستہ کرتا تھا ' اور ساتھہ ھی مسکراتا جاتا تھا - اس کے متین اور فرسودہ چہرے پر رحم دلي اور داناڈي کي جھلك نظر آتي تھي - اس کي فیاض صورت سے صداقت و پاکیزگي ' صبر و استقلال اور روحاني مسرت ٹپکتي تھی - بان بھٹ کے الفاظ میں " یہ ھے مہاتما بھیرو چاریہ کي تصویر " جو سچ مچ شوجی کا اوتار تھے* " -

اس قسم کي بہت سی لفظی تصویریں موجود ھیں ' لیکن ھم صرف دو اَور تصویروں کے سرسري معاینہ پر اکتفا کرینگے - ایك تو یہ ' کہ راجہ کے گھر میں فرزند تولد ھونے پر کس طرح

* ھرش چرت - صفحہ ۲٦۳ و ۲٦۴ -

جشن منایا جاتا تھا ' اور دوسرے وندھیاچل میں ایک دوردست گاؤں کا جو نقشہ بان نے کھینچا ہے ' اُس پر سرسری نظر ڈالینگے -

راجکمار کی تولید پر جشن تہنیت

جب راجہ کے یہاں فرزند نرینہ پیدا ہوتا ' تو یہ مژدۂ جاں فزا شہر کے تمام لوگوں تک پہنچادیا جاتا ' اور وہ دل کھول کر خوشیاں مناتے تھے - اس وقت بے جان چیزوں میں بھی مسرت و انبساط کی ایک لہر دوڑتی نظر آتی تھی - اُسی وقت نرسنگھوں میں سے کسی کے بجائے بغیر بلند اور سریلی آواز خود بخود نکلنے لگتی تھی ' ڈھول اور مردنگ آپ سے آپ زور زور سے بجنے لگتے تھے ' گویا بے کہے سنے خود اپنی رضا و رغبت سے خوشیاں منانے لگتے تھے - گھوڑے اپنے ایال ہلا ہلا کر جوش مسرت سے ہنہناتے تھے - ہاتھی اپنی سونڈ اُوپر اٹھاکر اس جشن عام میں حصہ لیتے تھے - ہولی کی طرح آگ کے شعلے آسمان کی طرف بلند ہوتے نظر آتے تھے - برہمن دیوتا سفید لباس پہنے ' ویدمنتروں کا جاپ کرتے ننھے راجکمار کو اشیرباد دینے آتے تھے - خاندان کے بڑے بوڑھے جلد جلد شاہی محل میں جمع ہونے لگتے - اس تقریب سعید پر

بہت سے قیدی آزاد کئے جاتے ' اور وہ اپنی لمبی لمبی گرد آلودہ ڈاڑھیاں ھلاتے اُچھلتے کودتے ھجوم میں جا شامل ھوتے - مسرت و شادمانی کے اس جوش و خروش میں شاھی محل کا سارا نظام درھم برھم ھوجاتا - خلقت کا ھجوم عصا برداروں کی ذرابھی پروا نہ کرتا - لوگ رنواس تک جاپہنچتے تھے - اس وقت آقا اور غلام ایک ھی سطح پر نظر آتے ' بچے بوڑھے کی کوئی تمیز نہ رھتی ' عالِم اور جاھل دوش بدوش دکھائی دیتے ' با ھوش اور بدمست میں کوئی فرق نہ رھتا ' امیر زادیاں اور عام کوچہ گرد عورتیں ایک ھی انداز میں قہقہے لگاتی دکھائی دیتیں - غرض شہر کا شہر دنیا و مافیہا سے بے خبر رنگ رلیاں مناتا نظر آتا تھا - ھمسایہ راجاؤں کی رانیاں ھزاروں کی تعداد میں اپنے پیچھے خادموں اور ماماؤں کے سروں پر بے شمار تحفے لواتے شاھی محل کی طرف آتی دکھائی دیتی تھیں - شراب خانوں سے بادۂ گلرنگ کے فوارے چھوٹنے لگتے تھے اور لوگوں کا بے مہار ھجوم بے جھجک بیہودہ چھیڑ چھاڑ کرتا اور بے روک ٹوک اُودھم مچاتا پھرتا تھا - سب لوگ ایسے بیہوش و بے خود ھوجاتے تھے ' جیسے پاگلوں کا تہوار منایا جا رھا ھو ' کیونکہ یہ راجکمار کی تولید سعید کا دن تھا* -

* ھرش چرت - صفحہ ۱۱ لغایت ۱۲ -

کوہ وندھیاچل میں ایک گاؤں

کوہ وندھیاچل کے جنگلی گاؤں کے گرد دور دور تک جنگل پھیلے ہوئے تھے - یہاں بڑ کے دیوسار درخت نظر آتے تھے، جن کے گرد خشک شاخوں سے گایوں کے لئے باڑے بنا رکھے تھے - شیر اکثر چھوٹے موٹے بچھڑوں پر حملہ کر کے انھیں مار ڈالا کرتا تھا، اس موذی کو پھانسنے کے لئے جھلائے ہوئے کسانوں نے پھندے لگا رکھے تھے - جنگلوں میں کہیں کہیں دھانوں کے کھیت، کھلیان، اور فصلیں نظر آتی تھیں - کاشت بہت کم ہوتی تھی، اور زیادہ تر کھیتوں کو پھاوڑے سے کھود کر بیج بویا جاتا تھا - کھیتوں میں اُونچے اُونچے مچان بنا رکھے تھے، جہاں سے لوگ فصل کی حفاظت کرتے تھے، اور جنگلی جانوروں کو آتے دیکھ کر ڈرا دھمکا کے بھگا سکتے تھے - سڑک پر کے درختوں سے چھوٹی چھوٹی منڈھیاں بنائی ہوئی تھیں - ان میں لکڑی کی تپائیوں پر پانی کے برتن رکھے ہوئے تھے - یہاں سورج کی تپش سے بڑا آرام ملتا تھا - کہیں کہیں لوہاروں نے کوئلہ تیار کرنے کے لئے بھٹیاں بنا رکھیں تھیں، جن میں لکڑی کے انبار جل رہے تھے - گاؤں کے لوگ بڑے بڑے کلہاڑے کندھوں پر رکھے اور کھانے کے برتن گلے سے لٹکائے ایندھن جمع کرنے آیا کرتے تھے - کبھی ان کے آگے

قوي هيكل بيلوں كي جوڑياں بھي هوتي تھيں - شكاري اور
چڑيمار هاتھوں ميں جال اور پنجرے لئے اپنے شغل كي دھن
ميں پھرا كرتے تھے - لوگ هر قسم كي جنگلي پيداوار مثلاً
شہد، مور كي دُم كے پر اور موم وغيرہ جمع كر كے گاؤں ميں
لے آتے تھے - عورتيں جنگلي پھلوں كے ٹوكرے سروں پر دھرے
چلی آتي تھيں - گاؤں كے احاطے بھی تھے، جن كی پرداخت
بڑي احتياط سے كی گئی تھی، اور اِرد گرد باڑ لگا ركھی تھي -
اِدھر اُدھر جہاں ديكھو كالے هرن چوكڑياں بھرتے نظر آتے
تھے - گاؤں والوں كي جھونپڑياں بانس اور كانٹے دار جھاڑيوں
كے درميان ايك دوسرے سے دور دور تك پھيلي هوئي تھيں -
زمين ميں كھونٹے گاڑ كر چھوٹے بچھڑوں كو ان سے باندھ
ركھا تھا - مرغوں كي اذان سے بكھرے هوئے گھروں كے محل
وقوع كا پته چلتا تھا - ديواريں بانس كے پتّوں، شاخوں اور
گھاس پھونس سے بني هوئي تھيں - ان ميں كہيں كہيں
رنگ كے چھينٹے بھي نظر آ جاتے تھے - لوگوں نے چھوٹے چھوٹے
جانور مثلاً جنگلي بلّياں، سدھائے هوئے سانپ اور نيولے
بڑي محبت سے پال ركھے تھے - اس سے اندازہ هو سكتا هے،
كه ان ديہات كي طرز زندگي اور جنگلي زندگي ميں كس
قدر يگانگت تھي* -

* هرش چرت - صفحه ۲۲۵ لغايت ۲۲۹

فصلیں اور لباس

ادبي نقّاش کے قلم سے نکلے هوئے اِس مرصّع بیان کو چھوڑ کر هم اُن اقتصادي کوائف کا مطالعہ کرینگے، جو چیني سیاح کے سفر نامہ میں سے مقابلتا سادہ عبارت میں اخذ کئے جا سکتے هیں - لیکن اس سے پہلے چند ایسے امور کي طرف توجہ کرنا مفید ثابت هوگا، جو اُس زمانے کي سنگ تراشي اور نقاشي سے واضح هوتے هیں - اَجنتا کے غار* میں (جس کي تاریخ چھٹي سے ساتویں صدي عیسوي تک شمار کر سکتے هیں) کھدائي کا نہایت دلکش کام موجود هے، جو ستونوں کے بالائي حصوں کي تختیوں پر کیا هوا هے - یہ کام اِس قدر بلندي پر هے، کہ اِس کي شکلوں پر عام سیاحوں کي نظر بہت کم پڑتي هے - نسواني شکلوں کے خط و خال اور قد و قامت قریب قریب یوناني هیں - بعض دوسرے غاروں میں اکثر چہروں کي شکل و شباهت اور سر کا لباس ایراني بھي هے - کیا یہ کام یوناني یا ایراني نمونوں کے مطابق تیار کیا گیا تھا؟ مہاتما بُدھہ یا بودھي ستو اور هاتھہ میں پھول لئے هوئے اِندر دیوتا کي تصویروں کے هلکے

---

* کاڈرنگٹن — تصویر ۳۵ -

اور نفیس* خطوط سے معلوم ہوتا ہے' کہ اُس زمانے میں مصوری کا فن نفاست کے اعتبار سے کس عروج پر پہنچ چکا تھا - ایک تصویر میں سیاہ گھنگریالے بالوں والا راجکمار اشنان کرتا دکھایا گیا ہے† - وہ ایک چوکی پر بیٹھا ہے' اور خادم اُس پر برتنوں میں سے پانی ڈال رہے ہیں - اِس تصویر سے بان بھٹ کی لفظی تصویر کی خوب تشریح ہوتی ہے - باغ کے غاروں میں گویا عورتوں کے دو گروہوں کی تصویریں ہیں'‡ جو ترکیب تصویر پر انتہائی قدرت' ہاتھوں اور چہرے کے نہایت نفیس اور دلکش نقوش اور بحیثیت مجموعی ہو بہو تصویر اُتار نے کے فن کے اعلیٰ معیار پر دلالت کرتی ہیں - یہ بات بھی قابل ذکر ہے' کہ چہروں کی رنگت ایک دوسرے سے مختلف ہے - گورے چٹے سے لیکر کالے بھجنگ تک ہر رنگ کے چہروں کی تصویریں موجود ہیں - اسی طرح خط و خال اور سر کے لباس میں اختلاف ہے - تصویروں میں جو کپڑے پہنا رکھے ہیں' ان میں بھی کمی بیشی پائی جاتی ہے - قریبا عریاں سے لیکر اُن پورے ملبوس میں بنی ہوئی تصویروں

---

* اجنتا - تصویر ۱۱
† اجنتا - تصویر ۱۲
‡ باغ - تصویر ۵ , ۴

تک موجود ھیں، جو اِن دونوں گروھوں کے مرکزوں میں نظر آتی ھیں - معلوم ھوتا ھے، اس وقت تک ھندوستان کي آبادي میں نسلي اختلاط نے ابھي مستقل صورت اختیار نہ کي تھی - علم ادب اور روایات کي صورت میں جو شہادت دستیاب ھوتی ھے، اُس سے بھي ھم یہي نتیجہ اخذ کر سکتے ھیں -

انواع حقیت اراضي

جن اقتصادي کوائف کا ضمنا ذکر ھو چکا ھے، ان کے علاوہ بعض مزید حالات مختصراً بیان کئے جا سکتے ھیں - مادھوبن (ضلع اعظم گڑھہ) کے عطیہ کا جو پتہ تانبے کي تختي پر کندہ ھے،* اس سے پانچ قسم کے محاصل کا پتہ چلتا ھے، جو دیہات میں زمین کے قابضوں کو ادا کرنے پڑتے تھے، یعني (۱) تُلامایا، (۲) پیدا وار کا ایک مقررہ حصہ، (۳) نقد رقم، (۴) ذاتي خدمات، اور (۵) دیگر محاصل - تلامایا سے کیا مراد ھے؟ غالبا یہ تلائي سے ملتي جلتي کوئي رسم ھوگي، جو آج تک پراني روش کي دیہاتي منڈیوں میں رائج ھے - ھمارے لئے یہ کہنا مشکل ھے، کہ پیدا وار

* ایپگرافیا انڈیکا - صفحہ ۱۴۹

کا حصہ، نقد روپیہ اور ذاتی خدمات تینوں کی تینوں
ہر قابض اراضی کو بہ یک وقت ادا کرنی پڑتی تھیں
یا مختلف قسم کی زمینوں سے قسم وار تینوں میں سے
کوئی چیز وصول کی جاتی تھی - اغلب یہی ہے، کہ
کسی خاص حقیت اراضی پر ان میں سے کوئی
نہ کوئی قابل ادا ہوگی ، لیکن ساتھ ہی گاؤں میں یا
بحیثیت مجموعی تمام دیہات میں سب کی سب مروج
ہونگی - دیگر " محاصل " کی وسیع اصطلاح میں ممکن
ہے وہ مختلف قسم کی رقوم ابواب یا سوائی بھی شامل
ہوں، جو آج تک دیہات میں وصول کی جاتی ہیں -

دیگر محاصل حکومت

یؤان چوانگ لکھتا ہے، کہ ہندوستان پر محاصل کا
بوجھہ چین کی نسبت ہلکا تھا، اور حکومت بھی سخت
اور جابر نہ تھی - لیکن پھر بھی وہ اپنے وطن کو ہندوستان
سے بدلنے پر راضی نہ تھا - ہندوستان میں خاندانوں کا
اندراج رجسٹروں میں نہ ہوتا تھا، اور لوگوں کو جبری
مزدوری یا بیگار بھی نہیں کرنی پڑتی تھی - ظاہر ہے، کہ
اس نے کلی یا جزوی ذاتی خدمات متعلقہ اراضی کو جبری

مزدوري میں شامل نہیں کیا - شاهي مقبوضات چار حصوں میں منقسم هوتے تھے، ایك حکومت کے معمولي اخراجات او حکومت کي طرف سے جو پوجا پاٹ کا اهتمام هوتا تھا اُس کے لئے، ایك اعلی سرکاري عہدہ داروں کي جاگیروں کے لئے ایك اعلی دماغي قابلیت پر انعام و اکرام کے لئے، اور ایك مختلف مذهبي فرقوں کو تحفہ تحائف دینے کے لئے - شاهي کاشتکاروں سے پیداوار کا چھٹا حصہ لگان کے طور پر لیا جاتا تھا - اراضي کے عطیات کا بہت رواج تھا، اور سرکاري عہدہداروں کو تنخواہ کے بجائے عموما جاگیریں دي جاتي تہیں* -

پیداوار : اطوار اور رسوم

چُنگي کا محصول رائج، تھا اور معابر پرسے تجارتي مال گزارتے وقت بھي خفیف سا محصول ادا کرنا پڑتا تھا - کھیتوں میں دھان اور گیہوں کثرت سے پیدا هوتے تھے - ان کے علاوہ سرسوں، خربوزہ اور کدو کي کاشت بھي هوتي تھي - لوگوں کي عام خوراك دودھ، گھي، شکر، چپاتي اور بھنے هوئے اناج پر مشتمل تھي، اور سرسوں کا تیل بھي استعمال کیا

* یؤان چوانگ - جلد ۱ صفحہ ۱۷۶ و ۱۷۷ -

جاتا تھا - مچھلي، بھیڑ اور ھرن کا گوشت بھي لذیذ کھانوں کے طور پر استعمال ھوتا تھا - پینے کے لئے مختلف ذاتوں کے لئے مختلف اشیاء مخصوص تھیں، جن میں سے ویش لوگ ایك تیز اور مقطّر منشی عرق پیتے تھے - یہاں کے لوگ ھاتھہ سے کھانا کھاتے تھے، چینیوں کی طرح چمچہ اور بانس کي چمتي سے کام نہ لیتے تھے - البتہ بیماري کي حالت میں تانبے کے چمچے استعمال کئے جاتے تھے* -

بیماري اور موت

بیماري کي حالت میں سات دن کے لئے مریض کي خوراك بند کردي جاتي تھی - اگر اس فاقہ سے مرض دور نہ ھوتا، تو پھر دوا دارو شروع کرتے - غالبا اُس وقت بھي آج کل کي مانند جنھیں خدا نے دے رکھا تھا، وہ ضرورت سے زیادہ کھا لیتے تھے، اور جن بیچاروں کا گزارہ ھي مشکل سے ھوتا تھا، وہ قوت لایموت کو بھي ترستے تھے - مردے کي نعش یا تو جلا دیتے تھے یا دریا میں بہا دی جاتي تھي، اور یا اُسے یونھي جنگلي جانوروں کا پیت بھرنے کے لئے پھینك دیتے تھے - برھمني

---

* یوان چوانگ - جلد ۱ - صفحہ ۱۷۶ لغایت ۱۷۸ -

مذھب کے پیرو اپنے مُردوں کا ماتم رو پیٹ کر کیا کرتے تھے - لیکن بدھ مت والوں میں اِس کا رواج نہ تھا * - دونوں مذاھب والوں کا تناسب مختلف مقامات پر مختلف تھا - اکثر جگہ یہ برابر برابر بھي ھوتے تھے -

جرائم : ذات پات

مجرموں کو بڑی سخت سزائیں دیجاتي تھیں، لیکن جرائم کي کثرت نہ تھي - مجرم کو معاشرتي دائرہ سے خارج کر دیتے تھے، اور عمر بھر کے لئے قید کر دیا جاتا تھا - مجلسي اخلاق کے خلاف عمل کرنے اور حکومت یا باپ سے غداري کے مجرم کا کوئي عضو مثلاً ناك، ایك کان، ایك ھاتھ یا ایك پاؤں کاٹ ڈالتے تھے، یا اُسے جِلاوطن کر دیا جاتا تھا - بعض جرائم کي سزا فریق ثاني کي رضامندي سے جرمانے ھي تك محدود رھتي تھي - ملزم کے مجرم یا بیگناہ ھونے کا فیصلہ کرنے کے لئے مختلف آزمائشیں بھي مقرر کر رکھي تھیں، مثلاً اگر ملزم پاني میں پھینك دینے پر ڈوبنے سے بچ جائے، تو اُسے جرم سے بري سمجھہ لیا جاتا تھا - اِسي طرح

* یژان چوانگ - جلد ۱ - صفحہ ۱۷۴ و ۱۷۵ -

ترازو، آگ اور زہر سے بھی مدد لی جاتی تھی* - مشہور چار ورنوں کے علاوہ ملک میں بے شمار مخلوط ذاتیں موجود تھیں† -

ہندوستانی اخلاق واطوار

یہ تفصیلات کچھ بہت مکمل نہیں ہیں، لیکن ان سے چینی سیاح کے خیالات کا اظہار ہوتا ہے، اور ان خیالات کے لئے وہ ہمارے شکریہ کا مستحق ہے، اُسنے ہندوستانی اخلاق کے اندازہ میں بھی بڑی فراخدلی سے کام لیا ہے - ان امور کے متعلق ہندوستانی علم ادب سے جو شہادت دستیاب ہوتی ہے، وہ چونکہ خود اہل ملک کی طرف سے ہے، اِس لئے مقابلتاً زیادہ مکمل اور مفصل ہے -

---

* یؤان چوانگ - جلد ۱ - صفحہ ۱۷۱ و ۱۷۲ -

† یؤان چوانگ - جلد ۱ - صفحہ ۱۶۸ -

لکچر سویم

(دسویں اور گیارھویں صدي عیسوي)

اسناد و شواهد

هند وسطی کے دوسرے دور پر غور کرتے وقت، جو قریبا دسویں اور گیارھویں صدي سے شروع هوتا هے، هم یہاں بہت ایسے فسانہ نگار کي کھینچي هوئي لفظی تصاویر کي مدد سے محروم رهینگے - بخلاف اس کے همیں هندوستاني خیالات کے متعلق مسلم فلسفي اور ریاضي دان البیروني کے متین بیان سے کام لینا هوگا - البیروني نے یہ حالات قریباً (سنہ ۱۰۳۰ ع) میں قلمبند کئے تھے، اور وہ محض اتفاقیہ طور پر بعض ایسے کوائف و رسوم کا ذکر کرگیا هے، جن سے هندوستان کي معاشرتي زندگي پر روشني پڑتي هے - اس کے علاوہ مسلمان جغرافیہ دانوں اور مؤرخوں کي تصنیفات میں بھي هندوستان کا کچھہ حال ملتا هے - لیکن یہہ کچھہ غیر مسلسل سا هے، کیونکہ سندھ پنجاب اور ساحل بحر سے آگے

مسلمانوں کو بہت کم دخل حاصل تھا - تاہم دیگر ذرائع
سے حاصل کی ہوئی واقفیت کی توضیح و تکمیل میں ان سے
بہت کچھہ مدد ملتی ہے - ادب ڈراما میں ہمارے پاس
راجشیکھر کا ناٹک کپور منجری موجود ہے ، جس کی تاریخ
تصنیف قریبا سنہ ۹۰۰ ع معین کی جاسکتی ہے - اس کے علاوہ
راجشیکھر کی چند آور تصنیفات بھی ہیں' جو اگرچہ اِس
قدر مفید نہیں' مگر کار آمد ضرور ہیں - کپور منجری کا
ناٹک تمام و کمال پراکرت میں ہے - اس کے متن کا مطالعہ ہم
ستین کونو (Sten Konow) کے تیار کردہ قابل تعریف ایڈیشن
میں کرسکتے ہیں - متن کے علاوہ اِس میں سی-ایچ لانمین
(C. H. Lanman) کے قلم سے انگریزی ترجمہ بھی موجود ہے -
غالباً آپ کو معلوم ہوگا' کہ اس کا ایک ہندی ترجمہ بھی
بنارس سے شائع ہوا تھا' جو ہندی کے مشہور و معروف ودوان
پنڈت ہریشچندر نے سنہ ۱۹۳۹ ع بکرمی سنہ ۱۸۸۳ ع میں
کیا تھا - جہاں تک کتبوں کا تعلق ہے' ان کی خاصی
تعداد جمع کرلی گئی ہے' اور ان کی ترتیب و تشریح کے
متعلق بھی کچھہ کام ہوچکا ہے - ان کا مطالعہ کرنا چاہو'
تو کتبات ہند (Epigraphia Indica) کی ضخیم جلدیں
موجود ہیں یا اِنڈین اینٹکوری (Indian Antiquary) یا

ایشیاٹک سوسائٹی آف بنگال، رائل ایشیاٹک سوسائٹی (لنڈن) کی شاخ بمبئی ، اور خود رائل ایشیاٹک سوسائٹی لنڈن یا اُن دوسری علمی انجمنوں کے رسائل وجرائد سے ہوسکتا ہے ، جو مشرقی ممالک میں دلچسپی لے رہی ہیں - سوم دیو کا کتھاسرت ساگر قریباً سنہ ۱۰۷۰ع میں لکھا گیا تھا - اِس فسانوں کے مجموعہ میں قدیم زمانہ کے متعلق بھی عام قصہ کہانیوں اور علم ادب سے اخذ کیا ہوا بہت سا مصالحہ موجود ہے ، لیکن فسانوں کے انداز بیان سے خود اِس دور کی معاشرتی زندگی کے متعلق بھی کافی اشارات مل جاتے ہیں اس زمانہ کی نقاشی ، مصوری اور فن تعمیر کا مطالعہ بہترین طریق پر ایلیفنٹا اور ایلورا کے غاروں یا چندیل راجپوتوں کے مندروں اور عمارتوں میں ہوسکتا ہے - جن کے نہایت نفیس نمونے اب تک ریاست کھجراہ واقع بُندیل کھنڈ میں موجود ہیں - پوری میں جگن‌ناتھہ جی کا مندر سنہ ۱۱۵۰ع کے قریب تعمیر ہوا تھا - اِس میں سنگ تراشی کے بعض نمونے اگرچہ بعد کے زمانہ سے تعلق رکھتے ہیں ، تاہم اِن سے کچھہ ایسی تحریکات کا اندازہ کیا جاسکتا ہے ، جن کا آغاز دسویں اور گیارھویں صدی عیسوی میں ہوا تھا -

زبانیں

پراکرتیں اور عام بول چال کی زبانیں

پنڈت هریشچندر کہتے هیں، که کپور منجری ناٹک خالص پراکرت میں لکھا گیا تھا - خود اُن کے الفاظ بھي سُن لیجے - لکھتے هیں، "یہ ناٹک شدہ پراکرت بھاشا میں راج شیکھر کبي کا بنایا هوا هے" - لیکن زمانۂ حال کے یوروپین مؤرخوں نے ثابت کر دیا هے، که راج شیکھر کے زمانے میں سنسکرت اور پراکرت دونوں مردہ زبانیں تھیں، وہ اپنے ناٹکوں میں سور سیني اور مهاراشٹري پراکرت مخلوط صورت میں استعمال کرتا هے - اس کے زمانے (دسویں صدي) میں هندوستان کي واقعي بول چال کي زبانیں سراٹھارهي تھیں، اور وہ ایسي زبانوں مثلاً مرهتي کے الفاظ اکثر استعمال کر جاتا تھا*- وہ خود بھي مهاراشٹري کا ایک برهمن تھا، لیکن قنوج کے دربار میں جاکر وهاں کے راجہ کا گرو مقرر هوگیا تھا - بول چال کي جدید زبانیں اس زمانہ میں معرض وجود میں آنے لگي تھیں، اور اس وقت تک غالباً ایک دوسري سے اس قدر مختلف

---

* کپور منجري - صفحہ ۲۳۶ -

نہ تھیں، جتنی بعد میں ہوگئیں - سنسکرت اور پراکتوں پر عبور حاصل کرلینے پر پنڈت لوگ بے تکلف سارے ہندوستان کا سفر کرسکتے تھے - مختلف مقامات پر ان کی گفتگو نہ صرف کتابی زبانوں کے ذریعے پڑھے لکھے لوگوں کی سمجھہ میں آجاتی تھی، بلکہ اَپ بھرنسوں کے ذریعے عوام سے بھی کام چل جاتا تھا - اِن اَپ بھرنسوں کو سنسکرت سے غالبا وہی تعلق ہوگا، جو یورپ کے عہد وسطیٰ میں اطالوی اور فرانسیسی کو علمی، مذہبی یا قانونی زبان لاطینی سے ہوتا تھا - اَپ بھرنسوں سے مقامی اثرات و ضروریات کے باعث حال کی دیسی بولیاں پیدا ہورہی تھیں - دکن دیس میں دراوڑی زبانوں کے الفاظ بھی سنسکرت کے سانچے میں ڈھل گئے تھے، اور دکشنی پنڈت اپنی بولیوں کا سلسلہ سنسکرت سے ملانے پر آمادہ تھے -

شمالی اور جنوبی ہند کے تعلقات

شمالی اور جنوبی ہندوستان میں ہرش کے زمانے ہی میں کافی راہ و رسم پیدا ہوگئی تھی، لیکن اس دور میں ان تعلقات کا رشتہ اَور بھی مضبوط ہوگیا - ہرش چرت

میں جن دوان تپسویوں کا ذکر آتا ھے، اُنھیں اور خصوصاً سحر و ساحري کے کرشمے دکھانے والوں کو دکن ھي کے باشندے بتایا گیا ھے - دکن میں ھرش کا ھم عصر پالَو راجہ مھندر وِکرم ورمن تھا، جو ساتویں صدي عیسوي کے اوائل میں کانچي (موجودہ کانجی ورم) میں راج کرتا تھا - اس نے ایک مذاقیہ ناٹک لکھا تھا - جس میں دو شمالي پراکرتیں (سور سیني اور ماگدھي) پائي جاتي ھیں - اس ناٹک میں دو مذاھب یعني بدھہ مت اور شئیومت کا ذکر آتا ھے، اور دونوں مضحکہ انگیز رنگ میں پیش کئے گئے ھیں - اس کي وجہ غالبا ناٹک کا انداز ھے، کیونکہ اس میں ھر چیز حتی کہ ھر قسم کے تپسویوں اور سنیاسیوں کا بھي مضحکہ اڑایا گیا ھے - اگر چہ اس ناٹک کا مقام واردات کانچي ھے، لیکن فضا اور عام حالات شمالي ھند کے ناٹکوں سے بہت ھي کم مختلف ھیں - شنکر آچاریہ کے زمانے (آٹھویں صدي کے اواخر اور نویں صدي کے اوائل) میں ھندوستان کے خیالات و عقائد میں جو عظیم‌الشان مذھبي انقلاب رونما ھوا، اُس کي رھنمائي کا سہرا حقیقت میں جنوبي ھند ھي کے سر ھے - شنکر اچاریہ نے شمالي اور جنوبي، مشرقي اور مغربي سارے ھندوستان کا دورہ کیا - اِن سیاحتوں

سے هندوستان کے مذهبي خیالات میں بہت کچھه یکرنگي پیدا هوگئی - اِس کے علاوہ بدهه مت کے خلاف جو مہم جاري تھي، اُسے بہت تقویت پہنچي، اور ناگوار فرقه وارانه جھگڑے دور کرکے ایك وسیع مذهبي فلسفه کے ذریعے لوگوں میں اتحاد پیدا کرنے کي کوشش هونے لگي - راج شیکھر کے زمانه (قریباً سنه ۹۰۰) تك پہنچنے پر معلوم هوتا هے، که شمال و جنوب کے سیاسي مناقشات اِن کو زبان، علم ادب اور معاشرت کے اعتبار سے ایك دوسرے کے قریب تر لانے کا ذریعه بن رهے تھے - کاویه‌میمانسا کے سترهویں باب میں وہ اصل موضوع سے هٹ کر تمام هندوستان کے متعلق جغرافي تفصیلات بیان کرنے لگتا هے - اُس وقت بھي آریا ورت کوہ همالہ اور کوہ وندهیا کي درمیاني سر زمین هي کا نام تھا - اس کے مشرق، مغرب، شمال اور جنوب کے چاروں خِطّوں کا حال تو مفصل بیان کیا هے، مگر وسطی علاقه کے متعلق تفصیلات نهیں بتاتیں، کیونکه هر شخص اِس خِطّه سے واقف سمجھا جاتا تھا - اِس سلسله میں "مشرق" بنارس سے مشرق کے معنوں میں استعمال هوتا هے* -

---

* ویدیا - جلد ۳ - صفحه ۸ و ۹ -

نساوں کا اختلاط اور جدید معاشرتی شیرازہ بندی

راج شیکھر برہمن تھا، لیکن اس کی بیوی چوہان نسل کی راجپوت شہزادی تھی - اونچی ذاتوں میں اس طرح باہمی رشتہ ناتہ کی اَور مثالیں بھی پیش کی جا سکتی ہیں - غالباً اس وقت کا رواج یہ ہوگا، کہ برہمن مرد کسی راجپوت عورت سے شادی کرلے، لیکن اس کے برعکس عمل ممنوع ہوگا - بہت سے کشتری ویش عورتوں کو چھوٹی بیویوں کے طور پر حبالۂ عقد میں لے آتے تھے* - مذہب کے لحاظ سے راج شیکھر شئیو تھا، لیکن جین مت والوں کے لئے اس کے دل میں بڑی عزت تھی - وہ جنوبی ہند کے مناظر اور وہاں کے اوضاع و اطوار اور رسم و رواج کا ذکر بڑے مزے لے لے کے کرتا ہے - دراوڑ عورتوں کا ذکر کرتے وقت وہ اُن کے "سیاہ رخساروں، پاکیزہ مسکراہٹ اور سپاری کی چھال کی رگڑ سے سفید بنے ہوئے دانتوں" کا بیان کرتا ہے - "کرناٹا کی نو خیز دوشیزہ لڑکیوں کے گیسو اور لٹا (زیریں نربدا کا شمالی علاقہ) کی لہو و لعب سے رغبت" بھی اس کی توجہ کا مرکز بنتی ہے† - گندھرو بواہ جو محض مرد و عورت

---

* ویدیہ - جلد ۲ - صفحہ ۱۱۹ -

† کپور منجری - صفحہ ۱۸۰ و ۱۸۱ و ۲۱۳ -

کے جسمانی سنجوگ کا نام ہے اور جس میں کسی قسم کے رسوم کی ادائیگی ضروری نہیں، اس زمانے میں عام تھا، اور کتھا سرت ساگر سے نسلوں اور ذاتوں کے اختلاط کا حال بھی اخذ ہو سکتا ہے* - نہ صرف تین اعلی ذاتوں کے لوگ ایک دوسرے کے ساتھہ کھان پان کر سکتے تھے، بلکہ شودروں کے بعض قبیلوں سے بھی ان کا یہ تعلق پیدا ہو جاتا تھا† - مگر اِس میں شک نہیں، کہ اچھوتوں کی ایک خاصی تعداد موجود تھی، جو معاشرتی زندگی کے حلقہ سے بالکل باہر سمجھے جاتے تھے - وہ تحریک جس کے زیر اثر غیر ملکی جماعتیں اور اصلی باشندے نئے هندو دھرم میں خلط ملط هو گئے، ساتویں صدی عیسوی تک کی بڑی بڑی مذهبی تحریکات کی هم عصر تھی، جن کے بیرونی حالات کے متعلق اسناد و شواهد کمیاب هیں - اِس تحریک کے باعث نئے سرے سے معاشرتی شیرازہ بندی هو گئی، جس سے راجپوت صف اول میں آگئے - مزید بر آں بہت سی نئی ذاتیں پیدا هو گئیں - پرانی ذاتوں مثلاً برهمنوں کی بلحاظ صوبجات کئی کئی مقامی ذاتیں بن گئیں، جیسے قنوجیہ

---

* کتھا سرت ساگر - جلد ۱ - صفحہ (مقدمہ) ۴۸ -

† ویدیہ - جلد ۲ - صفحہ ۲۵۱ و ۲۵۲ -

گوڑ، سرووریہ وغیرہ - ان کے باہمی تعلقات منقطع ہو گئے، اور کاو و بار، آپس کے کھان پان اور باہمی رشتہ ناتہ کے متعلق نئے نئے قاعدے اور رواج معرض وجود میں آ گئے - مختصراً ہم وہ کلیّہ قبول کر سکتے ہیں، جو سر رچرڈ تیمپل (Sir Richard Temple) نے ان حالات کو دیکھہ کر اخذ کیا کہ اگرچہ ذات پات کی تفریق کا اثر "اناریہ" لوگوں پر بھی پڑ گیا، لیکن اس کے مقابلہ میں اناریہ لوگوں نے بھی آریہ خیالات کی رَو اور اس کی ظاہری شکل و صورت میں ایک عظیم انقلاب پیدا کر دیا* -

صوبہ جات کے لحاظ سے چہروں کے مختلف رنگ

راج شیکھر کی تصنیف کاویہ میمانسا کے چند عجیب و غریب فقروں سے معلوم ہوتا ہے،† کہ دسویں صدی میں عوام الناس رنگت کے لحاظ سے کس طرح ذات پات کی تمیز کیا کرتے تھے - کہتا ہے "لوگوں کا رنگ پورب دیس میں سانولا، دکن میں سیاہ، پچھم میں سفیدی مائل اور اتر دیس میں گورا ہے" - شاعرانہ بیان میں کالے اور سانولے رنگ میں

---

* للا - صفحہ ۶۴ لغایت ۶۱ -

† ویدیہ - جلد ۳ - صفحہ ۹ -

اور اسي طرح سفيدي مائل اور گوري رنگت ميں زيادہ تميز نهيں كي جاتي ، ليكن يہ امر خصوصيت سے قابل ذكر هے ، كہ پورب ديس ميں راجپوت اور ديگر اقوام كي عورتوں كا رنگ گورا يا سفيدي مائل بهي هوسكتا هے - اور يهي حالت دكن ديس كي هے " - اس سے دو نتائج برآمد هوتے هيں ، اول يہ ، كہ گوري نسليں هندوستان كے طول و عرض ميں پهيل رهي تهيں ، اور دوسرا يہ ، كہ باهمي ميل ملاپ اور اختلاط بڑي حد تك موجود تها - عام لوگ اِس اِختلاط كو چهپانے كے لئے اپني ذات كے متعلق اكثر ايسي باتيں گڑهہ ليا كرتے تهے ، جن سے ظاهري حالات و واقعات كي ذاتوں اور ورن آشرم كے قديم اور مستند اصولوں سے مطابقت پيدا هوجائے - ادبِ فسانہ ميں بہت سے جنگي لٹيرے قبيلوں كا ذكر آتا هے ، مثلاً بهلّا (بهيل ؟) ساورا ، كرات اور پُلند وغيرہ - بِهلّا گهٹيا درجہ كے اور بدتميز لوگ سمجهے جاتے تهے ، ليكن اِس امر كا اِعتراف موجود هے ، كہ بعض اوقات يہ بهي شرافت اور قابليت كا ثبوت دے سكتے تهے - يہ لوگ هيبت ناك ديوي ڈرگا كو قربانياں پيش كيا كرتے تهے ليكن اِس كے باوجود بعض اوقات رحمدلي اور شكر گزاري كے جذبات سے بهي متاثر هوجاتے تهے * - اِس سے

---

* كتها سرت ساگر - جلد ٧ - صفحہ (مقدمہ) ٩ -

واضح ہوتا ہے کہ اس وقت تک ڈرگا کی پوجا نہ تو رائج تھی اور نہ مقبول اور اس کے بھگتوں کے لئے کسی قدر عذر خواہی کی ضرورت محسوس ہوتی تھی -

سحر و ساحری اور معجزات سے شغف

لوگوں کو ہمیشہ سحر و ساحری اور معجزات پر بہت کچھ اعتقاد رہتا ہے لیکن معلوم ہوتا ہے کہ اس دور تاریکی میں ان باتوں نے علم ادب کی دنیا میں بھی عمل دخل حاصل کرلیا تھا - کپور منجری کے ناٹک میں حالات و واقعات کی عنان ایک ساحر ہی کے ہاتھ میں ہے - ہیروئن کے جوہر ذاتی کی تعریف و توصیف اس واقعہ سے کی جاتی ہے کہ اسکا ہاتھ لگتے ہی اشوک کے درخت میں پھول نکل آتے ہیں - لڑائیوں میں انسانی شجاعت کے بجائے جادو کے ہتھیاروں سے کام لیا جاتا ہے - عشق و محبت کی سلسلہ جنبانی میں شخصیت اور جوہر ذاتی کے باہمی اثر و تاثیر کے بجائے پوشیدہ سرنگوں مافوق الفطرت ناگہانی واقعات اور ہمہ گیر ساحر کے مبہوت کن نام کا سہارا تلاش کیا جاتا ہے - راج شیکھر کے بال رامائن میں رام اور سیتا کی شاندار داستان جس انداز میں بیان کی گئی ہے اس کے مطالعہ سے بہت سے نتائج اخذ

ہوسکتے ہیں - یہ دس ایکٹ کا ایک ضخیم ناٹک ہے، جس کا ہیرو اگر راون کہاجائے، تو بجا ہے - راون سیتا سے شادی کرنے کا خواہش مند تھا - اس کی نا کامی سے واقعات کا ایک دریائے موّاج رواں ہوجاتا ہے، جس کا سر چشمہ اچھے یا بُرے انسانی اغراض و مقاصد نہیں، بلکہ سحر و ساحری کے کرشمے اور مردوں اور عورتوں کے بہروپ ہوتا ہے - گُڑیوں اور کھلونوں کے منہہ میں بولتے چالتے طوطے دیکر انہیں سیتا اور ان کی بہن کی حیثیت میں پیش کیا جاتا ہے، اور اس بھونڈی چال سے عوام بظاہر دھوکا کھا کر یہی سمجھنے لگتے ہیں، کہ ہم سیتا جی اور انکی بہن کو دیکھہ رہے ہیں* -

زیور اور غازہ

معلوم ہوتا ہے، کہ اس دور کی زندگی میں بناوٹ کو بہت دخل تھا - درباری خواتین کے زیورات اور بناؤ سنگار کی چیزوں کے متعلق جو واقفیت حاصل ہوتی ہے، اس سے اس امر میں ذرا بھی شک و شبہہ کی گنجائش نہیں رہتی، کہ تعیّش اور بناوٹ نے نفاست کا گَلا گھونٹ دیا تھا - ٹھنڈک کے لئے جسم پر زعفران ملے ہوئے اُبٹن مل کر زرد

* کیتھہ - صفحہ ۲۳۲ لغایت ۲۳۹ -

رنگت پیدا کی جاتی تھی - اسی طرح رخساروں کے لئے بھی
زعفران کا غازہ استعمال ہوتا تھا - اس امر کی وضاحت نہیں
کی گئی ' کہ مختلف فرقوں کے لوگ اپنے اپنے فرقہ
کے مخصوص تلک کس چیز سے لگایا کرتے تھے - کپور منجری
خاتون کا لباس ایک نیلے رنگ کا ریشمی کپڑا تھا' جو اس
نے جسم پر لپیٹ رکھا تھا - اس کے پٹکے میں لعل ٹکے ہوئے
تھے - کلائیوں میں اس نے کنگن پہن رکھے تھے - اس
سلسلے میں موجودہ زمانے کی ایک مشہور و معروف ہندی
ضرب المثل دسویں صدی عیسوی میں بھی مستعمل تھی'
یعنی "ہاتھہ کنگن کو آرسی کیا ؟" اس کا مفہوم یہ تھا'
کہ ہاتھہ میں کنگن پہننے کے لئے آئینے کی کیا ضرورت ہے -
یہ آئینے غالبا کسی دھات مثلاً فولاد' چاندی یا کانسے کے
ہوتے تھے - ان کی بیرونی سطح بہت چمکیلی ہوتی تھی'
اور ایک چھوٹا سا دستہ بھی لگا ہوتا تھا - ہندوستان
قدیم کی جو یادگاریں ٹیکسلا کی عجائب گاہ میں جمع
ہیں' ان میں اس قسم کے آئینے بھی پائے جاتے ہیں -
گلے میں بڑے بڑے موتیوں کا ہار پہنا جاتا تھا' اور کانوں
میں بالیاں' جن میں جواہرات ٹکے ہوتے تھے - سیاہ پُرپیچ
زلفوں کو پھولوں کے گجروں سے ڈھانک رکھتے تھے' جن سے

فطرت کي تازگي کي جھلک پیدا ھوجاتي تھي - بالوں اور کانوں کي آرائش کے لئے چمپا کي معطر سنھری کلیاں استعمال کي جاتي تھیں - بادام سي لمبي آنکھیں، جو ناٹک کے الفاظ میں ''ایک کان سے دوسرے تک پھنچتي تھیں،'' خوبصورتي میں شمار ھوتي تھیں - آنکھوں میں کاجل لگاتے تھے، جس کو دھونے پر آنکھیں سرخ سرخ نظر آتي تھیں - جاڑے میں ھونٹوں پر موم ملتے تھے، تاکہ وہ پھٹنے نہ پائیں، اور نزلہ سے بچنے کے لئے زعفران چباتے تھے - گرمیوں میں تاڑ کي بڑي بڑي ڈالیاں ھوا کرنے کے لئے دستي پنکھوں کا کام دیتي تھیں، اور لوگوں کو فوّاروں میں نھانے کا شوق تھا* - جسم اور کپڑوں کي خوشبویات اور لوبان کا استعمال اعلی طبقوں میں عام تھا، اور کیوڑے کي ڈھوپ جلانے کا ذکر بھي ڈراما نویس نے خاص طور پر کیا ھے -

جھولے کا تھوار

جھولے کا شاندار تھوار ناز و نیاز اور رنگ رلیاں منانے کے لئے خوب سامان پیدا کردیتا تھا - '' نشۂ شباب میں چُور، دنیا اور افکار دنیا سے بے خبر '' لڑکیاں جھولے جھولتي تھیں

* کپور منجري - ایکٹ ۱ و ۲ -

جھولے کے باری باری سے کبھی اُوپر کبھی نیچے جانے، زیوروں کی جھنکار اور کپڑوں کی سرسراہٹ کی تصویر ناٹک میں خوب کھینچی گئی ہے - اس کا ترجمہ کرنا دشوار کام ہے، ہم صرف مفہوم پر اکتفا کرتے ہیں :—

*" جڑاؤ پازیب کی جھنکار سامعہ نوازی کررہی ہو، جھومتے ہوئے ہار کی چمک دمک سے آنکھیں خیرہ ہورہی ہوں، ہنگامہ خیز پٹکے کے گھنگھروؤں کی پیہم صدا اور کنگنوں کی متحرک قطار کی موہنی جھنجھناہٹ کانوں میں پہنچتی ہو، جب ماہرو دوشیزہ اِس انداز سے جھولا جھول رہی ہو، تو آپ ہی کہئے، کس کا دل قابو میں رہ سکتا ہے ؟ "

اِس قسم کے بہت سے تہوار تھے، جو لوگوں کے لئے عوام میں اور اپنے اپنے گھروں میں لطف و مسرت کے سامان مہیا کرتے تھے - ان سے، ڈرامانویسوں کو بھی اپنے شاہی سرپرستوں کے تفنّن طبع کے لئے ناٹک تیار کرنے کا موقع میسر آتا تھا - لیکن وا حسرتا ! کہ ہندوسطی کے ڈراما نویس کے لبوں پر

---

* کپور منجری - ایکٹ ۳ صفحہ ۲۶۸ -

† کپور منجری - صفحہ ۲۵۵ -

لانمین کے ہنگامہ خیز انگریزی ترجمہ میں یہ جھنکار خوب پیدا کی گئی ہے -

بھي یه کبھي ختم نه ھونے والي شکایت موجود ھے ' که " اھل علم و فضل ھمیشه مفلس و نادار ھوتے ھیں"* -

عام قصے کہانیوں میں برھمنوں کا ذکر

ایك جماعت کي حیثیت میں برھمن ابھي تك علم ادب اور حکومت میں اعلی عہدوں کے بلا شرکت غیرے مالك تھے - ان سے توقع ھوتي تھي' که اعلی دماغي قابلیت اور تمام مذھبي و اخلاقي صفات سے متصف ھوں - لیکن عملاً انھیں کچھه زیاده قدر و منزلت کي نگاھوں سے نه دیکھا جاتا تھا - سومدیو نے جو خود بھي برھمن تھا' اُجین کے ایك بخیل اور حریص برھمن کي داستان خوب مزے لے لے کر بیان کي ھے - یه برھمن راجه کا پروھت تھا - اس کي خود غرضي اور دولت ضرب المثل بن گئي تھیں - دو عیاروں نے اراده کیا' که اس کا مال و متاع اُڑایا جائے' اور ساتھه ھي اسے عوام کي ھنسي اور ٹھٹول کا نشانه بنادیں - ان میں سے ایك نے دکني راجپوت کا لباس پھن کر شھر کے باھر ڈیره جما دیا - اس کا ساتھی تپسوي بن بیٹھا' اور دریا کے کنارے

* کپور منجري - صفحه ۲۸۸

ریاضت میں مصروف ہو گیا - نقلی راجپوت شہر میں جاتا اور باتوں باتوں میں اپنے ساتھی کے کمالات کی خوب تعریف و توصیف کرتا - اس نے پروہت سے راہ و رسم پیدا کر کے اس کی خوشامد شروع کی' اور اس کی معرفت شاہی دربار میں ایک عہدہ حاصل کر لیا - یہ دونوں اپنے آپ کو بڑے بھگت اور دینوی خواہشات سے پاک ظاہر کرتے تھے - نقلی راجپوت رفتہ رفتہ پروہت کا راز دار بن گیا' اور پروہت نے تحفہ تحائف کے لالچ سے اسے اپنے گھر ہی میں رہنے کے لئے جگہہ دے دی - راجپوت ایک صندوق جھوٹے جواہرات کا لے آیا' مگر ان کی قیمت سے اِس بنا پر ناواقفیت کا اظہار کیا' کہ میں دنیوی کاروبار کے معاملے میں بالکل کورا ہوں - ادھر جواہرات کو دیکھہ کر پروہت جی کے منہ میں پانی بھر آیا - چند روز کے بعد مہمان راجپوت بیمار بن بیٹھا' اور خواہش ظاہر کی' کہ کسی نیک اور پرہیزگار بزرگ کو بلایا جائے' تاکہ میں یہ جواہرات دان کرکے اسے دے دوں - چنانچہ اس کا ساتھی' جو سادھو بنا ہوا تھا' بلایا گیا - وہ کہنے لگا' کہ مجھے مال و دولت سے نفرت ہے - البتہ اس بات پر رضامند ہوگیا' کہ میں پروہت کی لڑکی سے شادی کرلونگا اور سارے جواہرات' پروہت کو دے

دونگا - آخر جواهرات کے عوض قلیل سي رقم قبول کرنے پر راضي هوگیا ' اور اس معاوضه کي مقدار کا فیصله بهي پروهت هي پر چهوڑ دیا - پروهت تو ان جواهرات کو قارون کا خزانه سمجهے بیٹها تها ' چنانچه اُس نے ایک خطیر رقم ادا کردي ' اور دل میں بےحد مسرور تها ' که میں نے اتنا بڑا خزانه برائے نام معاوضه دےکر حاصل کرلیا - جب شادي هوچکي ' تو بےچارے پروهت پر حقیقت واضح هوگئي - راجه اپنے پروهت کي تمام کمزوریوں سے بخوبي واقف تها ' اِس عیاري کا حال سن کر هنسي کے مارے لوٹ پوٹ هوگیا* -

راجپوت

راجپوت قوم کي ابتدا ایک ایسا موضوع هے ' جس کے متعلق بہت کچهه اختلاف رائے پایا جاتا هے - اس وقت میں امور متنازعه فیه پر بحث نهیں کرنا چاهتا - یقیني امر یه هے ' که آٹهویں ' نویں اور دسویں صدي عیسوي میں حکمران جماعتوں کي نئے سرے سے تنظیم اور شیرازه بندي هوئي تهي† - اب ان کي معاشرتي ترکیب کے اجزا ذاتوں کے

* کتها سرت ساگر - جلد ۲ - صفحه ۱۷٦ لغایت ۱۸۳ -
† تاریخ سمتهه - صفحه ۱۷۲ - لغایت ۱۷۳ -

بجائے قبیلے بن گئے تھے - قواعد شادی کے مطابق انہیں اپنے قبیلے سے باہر شادی کرنی پڑتی تھی - عزت و شرافت کے نئے اصول اور نئی روایات معرض وجود میں آرہی تھیں - ان پر تفصیلی بحث ہم اگلے دور کے ذکر میں کرینگے -

اچھوت اور معاشرتی حلقہ سے خارج لوگ

اچھوتوں کی ایک کثیر تعداد موجود تھی، جو شودروں سے بھی گھٹیا درجہ کے شمار کئے جاتے تھے، اور چار مستند ذاتوں سے ہر بات میں نیچے تھے - ان کا ذکر البیرونی نے بھی کیا ہے - یہ آٹھ حصوں میں منقسم تھے - آپس میں رشتہ ناتا کرلیتے تھے، لیکن دھوبی، موچی اور جلاہوں سے باقی پانچ جماعتیں کسی قسم کا تعلق نہ رکھتی تھیں - یہ پانچ جماعتیں مندرجہ ذیل تھیں (۱) بازیگر، (۲) ٹوکرے اور ڈھالیں بنانے والے، (۳) ملاح، (۴) مچھیرے اور (۵) وحشی جانوروں اور پرندوں کے شکاری - ان آٹھوں جماعتوں کو شہر یا گاؤں کے اندر رہنے کی اجازت نہ تھی، البتہ ان کے قریب اپنے جھونپڑے بنا سکتے تھے - چونکہ یہ جماعتیں اپنے اپنے پیشہ کے نام سے موسوم تھیں، اسلئے ہم انہیں "پیشہ‌ور فرقے" کہہ سکتے ہیں - ان پیشہ وروں سے بھی نچلے درجہ

پر هاڑي، ڈوم، چنڈال اور بدھاتو تھے - گاؤں کے غليظ کام ان کے سپرد هوتے تھے، اور انهيں ذليل طبقه کے اچھوت سمجھا جاتا تھا - ان ميں سے بھي هاڑي دوسروں سے کچھه اونچے شمار هوتے تھے - ڈوم گيت گاتے اور رباب کي قسم کا ايك ساز بجايا کرتے تھے - موجوده زمانه کا جرائم پيشه ڈوم فرقه غالباً انهيں کي نسل سے هے - ان سے گھٹيا طبقه کے لوگ وه تھے جن کا آبائي پيشه جلّادي تھا، اور غالبا انهيں کو چنڈال کها جاتا تھا - بدھاتو نه صرف مردار خوار تھے، بلکه کُتّے اور وحشي جانوروں کا گوشت بھي چٹ کرجاتے تھے* -

برهمنوں اور مندروں کے لئے اوقاف

اس دور کي ايك قابل ذکر اقتصادي اور معاشرتي خصوصيت وه متعدد اوقاف تھے، جو برهمن افراد، اور مندروں اور مذهبي مقامات کے لئے مخصوص کر دئے جاتے تھے - ملتان ميں سورج ديوتا کا مندر شهر بھر کے فارغ البالي اور دولت مندي کا موجب تھا - جب آٹھويں صدي کے اوائل ميں عربوں نے پهلے پهل ملتان فتح کيا، تو مندر کي

* البيروني - جلد ١ - صفحه ١٠١ و ١٠٢ -

موروثي جوں کي توں رهنے دي‘ کیونکه شهر کي خوشحالي کا دار مدار اسي پر تها - تهانیسر کے مندر کے لئے بهي ایك بهاري جاگیر وقف تهي - جزیرہ نمائے کاتهیاواڑ کے جنوبي ساحل پر سوم ناتهه کے مشهور مندر کي دولت مندي کا انحصار بحري مال تجارت پر تها* - قزویني کا بیان هے‘ که یاتریوں کے گراں قدر چڑهاوے کے علاوہ اس مندر کے نام دس هزار دیهات کا مالیه تها - پوجا پات کے اهتمام اور مندر کي دیکهه بهال کے لئے ایك هزار برهمن ملازم تهے‘ اور دروازہ پر پانچسو دوشیزہ لڑکیاں رقص وسرود کے لئے مقرر تهیں - ان سب کا گزارہ وقف کي آمدني میں سے هوتا تها -

فن تحریر اور کتابیں

وسطي اور شمالي هند میں لکهنے کے لئے ایك قسم کا بهوج پتر استعمال کیا جاتا تها - پهلے اسے تیل مَل کر خوب صاف اور هموار کرلیتے تهے‘ اور پهر جب سخت اور چکنا هو جاتا‘ تو اس پر لکهتے تهے - لکهنے کے بعد تمام پتوں کو دو تختیوں کے درمیان رکهکر اوپر سے کپڑا لپیٹ دیتے تهے - جنوبي هند میں یه کام عموما تاڑ کے پتوں سے

---

* ایلیٹ - جلد ۲ - صفحه ۹۸ -

لیا جاتا تھا - ہر پتے کي ایک جانب سوراخ کرکے سب کو دھاگے میں پرو لیتے تھے' اور اس طرح کتاب سي بنا کر رکھہ لي جاتي تھي* - ان ہر دو اقسام کي بہت سي قلمي کتابیں اب تک محفوظ ہیں' اور ہندوستان بھر میں پراني قلمي کتابوں کے شائقین ان سے بخوبي واقف ہیں - لیکن البیروني نے اس اہم خصوصیت کو نظر انداز نہیں کیا' کہ علم ادب اور خصوصا مذہبي علم ادب کا بہت بڑا حصہ سینہ بسینہ ہي چلا آتا تھا - عموما ویدوں کو ضبط تحریر میں لانے کي اجازت نہ دي جاتي تھي' اور البیروني کے آنے سے کچھہ ہي عرصہ پیشتر ایک کشمیري پنڈت نے پہلے پہل ویدوں کو کتابي صورت دي تھي† -

اوضاع و اطوار اور رسم و رواج

البیروني نے بہت سے ایسے متفرق اوضاع و اطوار اور رسوم کا ذکر کیا ہے' جو اسے عجیب و غریب معلوم ہوئے - ان میں سے ایک رواج یہ تھا' کہ یہاں کے لوگ اس زمانہ میں اپنے سر بلکہ جسم کے کسي حصے کے بال نہ کٹواتے تھے'

---

* البیروني - جلد ۱ - صفحہ ۱۷۱ -

† البیروني - جلد ۱ - صفحہ ۱۲۵ و ۱۲۶ -

اور مونچھوں کو گوندھ کر رکھتے تھے - ناخن بھي بہت بڑھا لیتے تھے - کھانا مِل کر نہیں، بلکہ چوکے میں بیٹھ کر الگ الگ کھاتے تھے - چوکا گائے کے گوبر سے لیپ لیا جاتا تھا - پان، سپاري اور چونا (اور کتھا، گو البیروني نے اس کا ذکر نہیں کیا) کھانے کے باعث ان کے دانت لال لال نظر آتے تھے - جب کوئي بچہ پیدا ہوتا، تو لوگوں کي توجہ ماں کي بجائے زیادہ تر باپ کي جانب مبذول ہوتي تھی - ان کي شطرنج آج کل کی پچیسي سے کچھ ملتي جلتي تھي، کیونکہ ایک وقت میں چار آدمي کھیلتے تھے، اور پانسوں کي جوڑي بھي استعمال کي جاتی تھي - البیروني نے شطرنج کی بساط کا نقشہ اور کھیل کے قواعد بھي تحریر کئے ہیں - لیکن ان سے معلوم ہوتا ہے، کہ اس کھیل کے قواعد آج کل کي پچیسي سے مختلف تھے - رسوم کے حلقۂ اثر کا اندازہ کرتے وقت ہمیں اِس امر کا خیال رکھنا چاہئے، کہ البیروني کے مشاہدات کا دائرہ پنجاب اور سندھ تک ہي محدود تھا - غالبا اِن علاقوں کا لباس مشرقي اور جنوبي ہندوستان سے بالکل مختلف تھا، اور زیادہ تر اُن سرد ملکوں کے لباس سے مشابہ تھا، جو شمال مغربی دروں کے اُس پار واقع ہیں* -

* البیروني - جلد ۱ - صفحہ ۱۷۹ - لغایت ۱۸۵ -

دو کتبے

اِس دور کے متعدد کتبوں سے اُس وقت کے معاشرتی اور اقتصادي حالات کے بعض پہلوؤں پر روشنی پڑتی ہے - میں اپ کو جنوبي هند کے دو کتبوں کي جانب توجہ دلاتا ہوں - ان میں سے ایک تو تنجور کے چولا خاندان کے وقت کا ہے - یہ تانبے کی تختیوں پر ہے، جو موضع انبیل میں دستیاب ہوئیں - دوسرا کناڑي زبان کا کتبہ ہے، جو صوبہ بمبئی میں ضلع دھارواڑ سے برآمد ہوا ہے -

برهمنوں کوعطیۂ اراضي

سندر چولا کے وقت کي انبیل کي تختیاں دسویں صدي عیسوي کے اواخر کي بني ہوئي تھیں، اور تنجور کے نواح میں دستیاب ہوئي تھیں - کل گیارہ تختیاں تھیں - یہ سب کي سب ایک چھلّے میں لپٹي ہوئي تھیں، اور چھلّے کے اُوپر ایک قابل تعریف ساخت کي مُہر ثبت تھي - مُہر میں مندرجہ ذیل چیزوں کي شبیہ کندہ تھي :—

ایک شیر، دو مچھلیاں، ایک کمان، دو شمعدان، دو چَوریاں اور ایک چھتري -

حاشیہ کے گرد سنسکرت میں ایک شلوک مندرج تھا - ان تصویروں میں کندہ کاري ذرا ہلکي تھي - تحریر کا پہلا حصہ سنسکرت میں تھا، اور اس میں اُس پٹہ کے الفاظ درج تھے، جس کي رو سے چولا راجہ نے اپنے عالم و فاضل برہمن وزیر کو جاگیر عطا کي تھی - دوسرے حصے کي زبان تامل تھي، اور اس میں گاؤں کے باشندوں اور عہدہداروں کی طرف سے رضامندي اور اِقرار درج تھا - اس جاگیر کا رقبہ ۴۵ ایکڑ کے قریب ہوگا، اور اس قدر اراضي وزیر ایسی اعلی حیثیت کے برہمن کے لئے کافی سمجھی جاتي تھي - راجہ صرف ایک خاص رقبہ جاگیر کے لئے مقرر کر دیتا تھا، اس کے بعد حدود بندي اور اس امر کا فیصلہ گاؤں والے کیا کرتے تھے، کہ فلاں رقبۂ اراضی کا مالیہ اب سے راجہ کے بجائے جاگیردار کو ادا ہوا کریگا - حدود بندي کا طریقہ بھي عجیب تھا - ایک ہتھني کو کسي مقررہ مقام پر لے جا کر چھوڑ دیتے تھے، اور وہ ایک دائرہ سا بنکر واپس آجاتی تھي - اس مقصد کے لئے کوئی انتظام کر لیا جاتا تھا، کہ ہتھني اسي مقام پر واپس آجائے، جہاں سے روانہ ہوئي تھي - اس کے بعد حدود پر مٹي کے تودوں اور ناگ پھني کي ہري بھري جھاڑیوں سے نشان بنادیتے تھے* -

---

* کتبات ہند - جلد ۱۵ - صفحہ ۴۴ لغایت ۷۰ -

چولا خاندان کي سلطنت ميں جنگلات

جاگيردار کے متعلق لکھا هے، که اس کي والده نے دنيا کے قائم رهنے تك هر روز ايك برهمن کو چاندي کے برتن ميں اعلیٰ قسم کا کھانا دهرم ارتهه دينے کا اهتمام کر رکھا تھا، اور هري (وشنو) کے مندر واقعه سري رنگم ميں ايك بهاري چراغ چڑهايا تھا - چولا سلطنت کے ملك کے نظاره کا کچهه اندازه اس اشاره سے هوسکتا هے، جو ''ساحل بحر کے گھنے جنگلوں'' کي طرف کيا گيا هے، جن ميں ''تاڑ' سال، آبنوس، سپاري اور کيلے کے بے شمار درخت اور پودے اور پان کے جهنڈ کے جهنڈ کهڑے تھے* -

اراضي کے متعلق حقوق اور ماليه جو مزارعين کو ادا کرنا پڑتا تھا

جاگير کے پٹه کا نفس مضمون مفصل الفاظ ميں واضح کر رکھا هے، اور اس سے ديهات کي اقتصادي حالت کا اندازه کرنے ميں مدد ملتي هے هم اسے چار حصوں ميں تقسيم کر سکتے هيں- (۱) اراضي اور جو کچهه اس پر موجود هو، (۲) پاني اور اسکے

* کتبات هند - جلد ۱۵ - صفحه ۶۹ -

متعلق تمام اشیاء، (۳) وہ مالیہ اور رسوم جو جاگیرداروں کے حق میں ادا کرنے کا حکم تھا، اور (۴) خاص مراعات جو جاگیرداروں کو حاصل تھیں - اراضي کے علاوہ جاگیردار کو اپني جاگیر کي مندرجہ ذیل چیزوں کے استعمال کا حق حاصل ہوتا تھا :—

میوہ دار درخت، دوسرے درخت، باغات چٹانوں کے شگاف جن میں شہد کي مکھیوں کے محال ہوتے تھے، کنوئیں، چوپال، بنجر زمین جس میں بچھڑوں کے لئے چراگاہ ہوتي تھي، گاؤں کي آبادي کي زمین، بیمور، درختوں کے گرد بنے ہوئے چبوترے، عمارتیں مندر اور بنجر اور دلدلي زمین - پاني کے متعلق اسے دریاؤں، تالابوں، دریا برآمد زمین، جوھڑوں اور مچھلیوں والي جھیلوں پر بھي حقوق حاصل ہوتے تھے -

مالیہ وغیرہ جو اسے وصول ہوتا تھا، اس میں مندرجہ ذیل چیزیں بھي شامل تھیں :—

جرمانہ یا ضبطي جائداد جو مقامي عدالت کے حکم سے عمل میں آئے، پان کے پتے، ہر ایک کرگھ سے تیار شدہ کپڑوں پر تیکس، مزار عین کے خاندان میں

کوئي شادي هو تو نذرانه ' منڈیوں کا اجارہ' اور پرانے مزار عین کي بے دخلي پر جو جرمانه عاید هو - ان کے علاوہ وہ چیزیں جو بادشاہ کے استعمال کے قابل سمجھي جاتي تھیں' - اب راجه کے بجائے جاگیر دار کو ملتي تھیں -

برهمن وزیر کو جو مراعات حاصل تھیں' ان میں مندرجه ذیل اختیارات بھي شامل تھے :—

بڑے بڑے دالان اور جلسه گاهیں اور دو منزله مکانات پکي اینٹوں اور کھپریلوں سے بنا سکتا تھا' بڑے اور چھوٹے کنوئیں کھدوا سکتا تھا' زمین کي آبپاشي کے لئے نالیاں بنا سکتا تھا اور بعض خوشبودار جڑي بوٹیاں اور پودے لگانے کي اجازت تھي* -

اس سے معلوم هوتا هے که گاؤں میں عام مکانات کچے هوتے تھے ' اور پکي عمارت بنانے کے لئے راجه سے خاص طور پر اجازت لیني پڑتي تھي - اس کے علاوہ یه بھي ظاهر هوتا هے' که بعض خاص قسم کي فصلیں بونے کے لئے خاص شاهي منظوري کي ضرورت پڑتي تھي -

---

* کتبات هند - جلد ۱۵ - صفحه ۷۱ و ۷۲ -

مندروں کي سيوا

اب هم کنارِي کتبه کا ذکر کرتے هيں - يه ضلع دهارواڑ
کے ايك گاؤں کُلے نُور سے بر آمد هوا تها - اس پر ۹۵۰ شا کا
(مطابق سنه ۱۰۲۸ع) درج هے - يه کتبه ايك پتهر پر هے'
جس کا بالائي حصه کنده کاري سے مزين هے - وسط ميں
ايك مندر هے - مندر ميں ايك لنگ استهاپن کر رکها هے
اور اُوپر ايك کلس والا گنبد بنا هوا هے - گنبد کے دونوں
جانب ايك ايك چَوري هے - خاص مندر کي دهني طرف ايك
بهگت اُکڑوں بيٹها هے' جس کا منه مندر کي جانب نهيں
بلکه سامنے کو هے - اس سے ذرا اُوپر ايك دائره ميں دو
مچهلياں هيں' اور ان سے ذرا اُوپر چاند هے - خاص مندر
کي بائيں طرف ايك گائے کهڑي هے' اور بچهڑا اس کا دوده
پي رها هے - گائے سے ذرا اوپر ايك هل هے' اور اس سے اُوپر
سورج - کنده کاري کي يه ذرا ذرا سي تفصيلات بهت کار
آمد هيں' کيونکه ان سے ديهات کے طرز زندگی پر روشني
پڑتي هے - اصل پٹه ايك مندر کے لئے معافي نامه هے' اور يه
جاگير دهان کے چند کهيتوں اور باره مکانوں پر مشتمل هے -
اس کي آمدني کا کچهه حصه مندر کے ديوتا کے اخراجات

کے لئے ھے، کچھہ حصہ ان متھوں کے لئے ھے، جن میں مذھبی تعلیم دي جاتي تھي - ایك حصہ (غالبا مندر کے) نفیري بجانے والوں کے لئے اور کچھہ حصہ جس میں مکان بھي شامل ھیں نقارچیوں کے لئے ھے - یہ بھي مندر کي سیوا کرتے تھے - یہ بات قابل ذکر ھے، کہ تپسویوں کو پاکیزگي و تجرد کي قسم پر قائم رھنے کي سخت تاکید کر رکھي ھے* -

مسلمانوں کے ھندؤں سے تعلقات

اس مضمون کے متعلق بحث ختم کرنے سے پہلے یہ بتادینا مناسب معلوم ھوتا ھے، کہ مسلمان وادي گنگا میں فاتحین کي حیثیت میں داخل ھونے سے بہت مدت پہلے خال خال جنوبي ھند کے ساحل پر پھیلے ھوئے تھے - جنوبي ھند کي وسیع راشٹر کوت سلطنت سے عرب بخوبي واقف تھے - انھوں نے وھاں کے راجہ کا نام بلھرا (ولبھہ رائے) لکھا ھے - مسعودي (جو سنہ ۹۵۱ع کے قریب فوت ھوا) لکھتا ھے :— "سندھہ اور ھند کے راجاؤں میں سے کوئي بھي مسلمانوں کي عزت بلھرا سے زیادہ نہیں کرتا تھا،

* کتبات ھند - جلد ۱۵ - صفحہ ۳۲۹ لغایت ۳۳۴ -

اس کي سلطنت میں اسلام کي عزت اور حفاظت کي جاتي ہے*'' ۔ ظاہر ہے' کہ جنوبي ہند میں تو ہندو مسلمانوں کے تعلقات تجارت اور جہاز راني کے باعث خوشگوار تھے' لیکن شمالي ہند میں جنگي تصادم کي وجہ سے ان کي حالت بالکل بر عکس تھی ۔

* الیٹ ۔ جلد ۱ ۔ صفحہ ۳۲ ۔

لکچر چہارم

(چودھویں صدي عیسوي)

معاشرتي خصوصیات

ھند وسطی کا تیسرا دور چودھویں صدي عیسوي سے شروع ھوتا ھے - اس وقت تك مسلم اقتدار ھندوستان کے طول و عرض میں قائم ھو چکا تھا - سلاطین دھلي کي سلطنت مستحکم ھو چکي تھي٬ اور اس کا اثر و اقتدار دور دور تك پھیل گیا تھا - لیکن اس وقت رسل و رسائل اور آمد و رفت کے وسائل ایسے نہ تھے٬ کہ کوئي مرکزي حکومت اس قدر دور دراز علاقوں پر٬ جو ھر طرف ھزار ھزار میل سے بھي زیادہ پھیلے ھوئے تھے٬ حسب دلخواہ اپنا سکہ بٹھا سکے - اس کے علاوہ مسلمان جو مذھبي جوش کي رو میں وارد ھندوستان ھوئے تھے٬ وہ بھي اپني معاشرتي زندگي میں اس قدر یکرنگي پیدا نہ کر سکے تھے٬ کہ متفقہ طور پر کسي مرکزي حکومت سے وفادارانہ مطابعت کا رشتہ جوڑ لیتے - مختلف نسلوں کے مسلمان٬ مثلاً ترك٬ افغان٬ ایراني٬ عرب٬ منگول اور مختلف قبائل کے اسلام لانے والے ھندوستاني

ابھي کسي متحدہ تمدن پر مجتمع نہ ھوئے تھے، جس سے وہ متفقہ طور پر کسي وسیع اور مضبوط مرکزي حکومت کي پشت و پناہ بن سکتے - اور پھر ھندوؤں سے بھي ان کے تعلقات ابھي تك کچھہ دلي محبت کے نہ تھے - جہاں تك حکومت اور ملك گیري کا تعلق ھے، مسلمانوں کے ھندوستان کو فتح کرنے سے پہلے راجپوت ھندؤں کي باقي تمام قوموں پر فوقیت حاصل کرچکے تھے - مسلمانوں کي آمد کے بعد بھي راجپوتوں کے ادارات اور آئین شجاعت میں عمل ارتقا جاري رھا، اور کہا جا سکتا ھے، کہ اس وقت ھندو آبادي کا شجاع طبقہ یہي تھا - ھندوستان کے ھندو ودوان اور پنڈت اب پچھلي صفوں میں آگئے تھے، لیکن حکمران طاقت کا اثر اُن پر بھي پڑ رھا تھا - مسلمان درویش اور صوفي تمام ملك میں پھیلے ھوئے تھے، اور ان کا اثر ھندوؤں کے خیالات پر بالواسطہ، اور ملك کي سیاسي و معاشرتي زندگي پر براہ راست پڑ رھا تھا - بالواسطہ اثر کے کچھہ نقوش "بھکتي" کے اصول میں نظر آتے ھیں، جو جدید ویشنومت اور جدید شئیومت میں آ داخل ھوا تھا، اور پھر اُن مخالفانہ تحریکوں میں بھي دکھائي دیتے تھے، جو ان دونوں متوں کے خلاف بپا کي گئیں، اور جن کے باعث ذات پات کي تمیز اور اِس کے

غیر معاشرتي پہلو آؤر بھي مظبوط اور نمایاں ھوگئے ' اور
ذاتوں کي تعداد میں بےحد اضافہ ھوا - باقي رھا براہ راست
اثر - وہ مختلف ھندوستانی قبائل کے گروہ در گروہ دائرہ
اسلام میں داخل ھونے سے ظاھر ھے ' اور نیز اس امر سے
کہ اس زمانہ میں مختلف پنتھہ اور مت متانتر منصۂ شہود
پر آئے ' اوو سو دو سو سال بعد تک اپنا اثر پھیلاتے رھے -
کبیر اور گرو نانک اُن مذھبي و معاشرتي مصلحین کے طویل
سلسلہ میں سے دو نمایاں ترین مثالیں ھیں ' جنھوں نے
جدید ھندوستان کے لئے راستہ تیار کیا -

اسناد

یہ زمانہ ترتیب و تجدید کا زمانہ تھا ' جس کي سرگرمیاں
ھندوستاني زندگي کے متعدد شعبہ‌جات پر حاوي تھیں -
اس لئے اس دور کے متعلق اسناد و شواھد کثیر تعداد میں
موجود ھیں ' اور اس کثرت کے باعث انتخاب کا کام دشوار
ھو جاتا ھے - اس عہد کے نقادانہ مطالعہ میں جس قدر
غور و خوض صرف ھونا چاھئے ' اب تک نہیں ھوا - اگرچہ
یہ بات کسي قدر بعید از فہم اور اجتماع ضدین معلوم
ھوتي ھے ' لیکن حقیقت میں مطالعہ کي اس خامي کا باعث

بھي كثير مصالحه هے ' جو آساني سے دستياب هوسكتا هے -
اس وقت كے علم ادب اور عام قصه كہانيوں پر كافي توجهه
صرف نهيں هوئي ' اور نه اِس امر كے متعلق كافي تحقيق و
تدقيق كي گئي هے ' كه مذهبي تحريكات كا ملك كي
معاشرتي اور اقتصادي زندگي پر كيا اثر پڑا - ايسي تحقيق
بہت سے امور پر روشني ڈالنے كا ذريعه بن سكتي هے ' جو
اب تك پردۂ تاريكي ميں هيں - اس لكچر ميں هم صرف
معدودے چند اسناد پر نظر ڈال سكتے هيں ' جن سے هند
وسطى كے اواخر كا صحيح صحيح نقشه آنكھوں كے سامنے
آجائے - اس زمانے كي بھات شاعري كا مطالعه چند بردے
كي پرتھوي راج راسو ميں اور داستانوں كے اس طويل سلسله
ميں كيا جاسكتا هے ' جو صوبهجات متحده ميں كوچه گرد
گويّے برسات كے موسم ميں گاؤں گاؤں گاتے پھرا كرتے هيں '
اور جو آلہا كھنڈ كے نام سے موسوم هے - بھات شاعري اور
بنساولي پر ٹاڈ صاحب كي تصنيف راجستھان سے بھي كافي
روشني پڑتي هے - ٹاڈ راجستھان كا ايك گراں قدر اڈيشن
حال هي ميں مسٹر ڈبليو ' كروك نے شائع كيا هے - مسٹر
ڈبليو كروك (W. Crooke) كے نام سے آپ ميں سے اكثر حضرات
آشنا هونگے - وه انهيں صوبهجات ميں سول سروس كي

گذشتہ نسل کے ایك ممتاز رکن تھے - جس مذھبي تحریك کے
باعث جدید شیؤ مت صوفیوں کے نقشبندي سلسلہ کے
قریب آگیا' اس کي اعلي مثال کشمیر کي ملھمہ للّا (لال ڌیڌ')
کي تصنیف میں موجود ھے - للّا چودھویں صدي عیسوي میں
گزري ھے' جبکہ اسکے وطن میں اسلام کي کشش عالمگیر ھورھي
تھي - اس کي تصنیف کے اس عالمانہ اڈیشن (للا واکیاني)
کے علاوہ جو سرجارج گریرسن (Sir G. Grierson)
نے مرتب کیا ھے' ایك منظوم انگریزی ترجمہ بھي
موجود ھے' جو سر رچرڈ ٹیمپل (Sir Richard Temple) نے
شائع کیا ھے - انھوں نے اس پر ایك نہایت قیمتي مقدمہ بھي
لکھا ھے' جس سے ھندوستان کي چودھویں صدي عیسوي کي
مذھبي فضا ایك نئي روشني میں نظر آنے لگتي ھے - سیاحوں
میں سے ابن بطوطہ قابل ذکر ھے - پیرس کی سوسیٹّے ایشیاٹیك
(Societe Asiatique) نے اس کے سفر نامہ کا ایك قابل تعریف اڈیشن
مع فرانسیسي ترجمہ زیر ادارت سي ڈفریمري (C. Defremery)
وڈاکٹربي - سي - سینگوئي نیٹي (Dr. B. C, Sanguinetti)
چار جلدوں میں شائع کیا ھے - یہ مشرقي سیاحوں کا
شہنشاہ مغربي سیاحوں کے اس شہنشاہ مارکوپولو سے ثلث'
صدي بعد ھندوستان میں آیا تھا' جس کي تصنیف کا

مطالعہ کرنل یول (Col. Yule) کے بیش بہا اڈیشن میں کیا جا سکتا ہے - مصری سیاح شہاب الدین ابوالعباس احمد نے بھی دھلی کا تغلق دربار قریبا اُنھیں ایام میں دیکھا تھا - اس کے قلم سے شہر، اھل شہر، دربار اور اس زمانے کی معاشرتی زندگی کے متعلق ایک اعلی پایہ کا بیان موجود ہے - اس کے بعد ہندوستان کے مسلمان مؤرخوں، مثلاً فرشتہ، برنی اور عفیف وغیرہ کی تصانیف اور سلطان فیروز شاہ تغلق کی مختصر سی خود نوشت سوانح عمری "تاریخ فیروز شاھی" آتی ھیں - امیر خسروؒ دھلوی کی تصنیفات میں بھی زندگی کے متعدد پہلوؤں کی واضح تصویریں ملتی ھیں، جو خاص مؤرخوں کی تحریروں میں دستیاب نہیں ھوتیں - امیر خسروؒ کی تصنیفات کا مطالعہ کرنا چاھو، تو وہ اعلی پایہ کے اڈیشن موجود ھیں، جو علی گڑھ سے اعلی حضرت نظام دکن کی سرپرستی میں شائع ھوئے ھیں - میں آپکو دو داستانوں یعنی "دیول رانی خضر خاں" اور "قران السعدین" پر خصوصیت سے توجہ دلاتا ھوں - سکّوں اور کتبوں کی بھی ایک کثیر تعداد موجود ہے - اس شعبہ کے مطالعہ میں ہمیں کتبات اسلامیۂ ہند

(Epigraphia Indo-Moslemica) اور مسٹر ای' ٹامس کی تصنیفات سے بہت مدد ملےگی -

راجپوتوں کے آداب و اطوار

قنوج کی راجکماری

چند بردے کی نظم اور آلہا کھنڈ اگرچہ دونوں کے دونوں بارھویں صدی کے واقعات کے متعلق ھیں' لیکن جس حالت میں اب دستیاب ھوتے ھیں اس میں بہت سا ایسا مصالحہ بھی شامل ھے' جو بعد میں تیار ھوا - آلہا کھنڈ جس حالت میں سینہ بسینہ چلا آیا ھے' غالباً بحیثیت مجموعی تیرھویں اور چودھویں صدی کے راجپوتوں کے اوضاع و اطوار اور طرز زندگی کا آئینہ ھے - پرتھوی راج کے اپنی ڈلھن کو حاصل کرنے کی داستان سے راجپوتوں کی معاشرتی زندگی پر خصوصیت سے روشنی پڑتی ھے' اس لئے میں آپ کی اجازت سے یہ داستان مختصر الفاظ میں بیان کرونگا' تا کہ آپ کے دل میں اُس پر جوش بھاٹ شاعری کے مطالعہ کی خواھش پیدا ھو' جس سے راجپوت درباروں کے آداب و رسوم کی مکمل تصویر آنکھوں میں پھر جاتی ھے -

جدید تحقیقات سے معلوم ہوتا ہے، کہ قنوج کا راجہ جے چند راٹھور تھا - لیکن گہرواڑوں اور راٹھوروں کا چولی دامن کا ساتھہ تھا، اور کسی نسلی یا تاریخی وجہ سے بھاٹ شاعری میں والی قنوج کو ہمیشہ راٹھور ہی کہا گیا ہے - جے چند کی ایک خوبصورت راجکماری سنجوگتا تھی، جو شادی کے سن کو پہنچ چکی تھی - راجہ نے سوئمبر رچانے کا ارادہ کیا، تاکہ سنجوگتا خود اپنا شوہر منتخب کرلے - سوئمبر کی رسم اس زمانے میں عام نہ تھی، لیکن جو راجہ سوئمبر رچاتا، اس کے متعلق سمجھا جاتا تھا، کہ اپنی بیٹی کی شادی کے متعلق اس قسم کی رسم ادا کر کے یہ راجپوتوں میں فوقیت و برتری کا مدعی ہے - سوئمبر میں دور و نزدیک کے تمام راجپوت راجاؤں اور راجکماروں کو مدعو کیا گیا - دهلی کے مشہور و معروف چوهان راجہ پرتھوی راج کو بھی دعوت دی گئی تھی - لیکن پرتھوی راج کا خیال تھا، کہ راجا جے چند نے سوئمبر کا دربار منعقد کرنے میں بے جا جسارت سے کام لیا ہے - چنانچہ وہ شادی کے خواہشمند کی حیثیت سے شامل دربار نہ ہوا، بلکہ تہیہ کر لیا، کہ جے چند کی راجکماری کو زور بازو سے اپنی دلھن بناؤنگا -

عشق کي بے راہ روي

دربار منعقد هوگیا - راجے اور راجکمار آئے' اور اپنے اپنے سنگهاسن پر بیٹهه گئے - لیکن چوهان کا سنگهاسن خالي رها - یه دیکهکر جے چند نے اس هتك کا بدله لینے کي ٹهاني اور پرتهوي راج کا بت دربان کي شکل میں بنوا کر دروازے پر کهڑا کردیا' جس سے یه ظاهر کرنا مقصود تها' که پرتهوي راج ایسي هي ادنیٰ خدمت کے قابل هے - لیکن اس نے اپني راجکماري کے جذبات کا اندازه نه کیا تها - وه جے مال هاتهه میں لئے سوئمبر میں آئي' جو اسے اپنے منتخب کرده شوهر کے گلے میں ڈالني تهي - دربار میں جتنے راجه اور راجکمار جمع تهے' وه سب کے پاس سے گزرگئي' اور دروازے پر جا کر جےمال دربان بت کے گلے میں ڈالدي - اس پر تمام حاضرین دریائے حیرت میں غرق هوگئے' اور دربار میں غم و غصه کي ایك لهر دوڑ گئي - "جےچند کا غصه بهڑك اٹها - اس نے راجکماري کو بندي خانے کے برج میں بهیجوا دیا' اور راجے اپنے گهروں کو سدهارے" -

عشق کا قاصد بھیس بدلے ہوئے

اسي دوران میں پرتھوي راج کے دربار سے ایك عورت روانه کي گئي' که قنوج کي راجکماري کے اغوا کے لئے راسته تیار کرے - وہ مردانه لباس پہنکر قنوج آئي - لیکن ''ناك میں طلائي پھول پڑا رہ گیا' جو صرف عورتیں هي پہنتي هیں'' اور اس کے بھیس کا راز فاش هوگیا - لیکن اس انکشاف سے بھي اس کے اوسان خطا نه هوئے - کہنے لگي' میں دهلي کے مہاراج کي داسی هوں' اور اس کے هاں سے بھاگ آئي هوں - اب آپ سے دستگیري کي درخواست کرتي هوں - مجھے پوری توقع هے' که قنوج کا مہاراجه ایك ستم رسیده مغرور داسي کو مایوس نه کریگا - جے چند نے سوچا' که داسي کے دل میں اِس وقت پرتھوي راج کے خلاف جذبۂ انتقام زوروں پر هوگا' چنانچه اِس نے اُسے بندي خانے میں راجکماري کي نگہباني اور ''اُس کے دل سے پرتھوي راج کے خیال کا روگ مٹانے کے لئے'' مامور کردیا -

پرتھوي راج کا بذات خود موقعه پر آنا

دهلي میں پرتھوي راج نے اپنے کبي چند بردے سے مشوره کیا' تو اُس نے صلاح دي' که فوراً قنوج کي جانب

چل دینا چاهئے -چند بردے کو تو تمام راجپوت درباروں میں پہچانتے تھے، لیکن پرتھوي راج نے اس کے ملازم کا بھیس بنا لیا، اور معتمد آدمیوں کو همراہ لے کر قنوج کو روانہ هوا - قنوج کے دربار میں پہنچ کر پرتھوی راج نادانستہ اپنے کنگن والے هاتھہ سے مونچھوں کو تاؤ دینے کو تھا - یہ جنگجو راجپوتوں کي مخصوص حرکت تھي، جس سے وہ کسي کو مقابلہ کے لئے للکارا کرتے تھے - لیکن چند بردے نے عین وقت پر اشارہ سے منع کردیا، اور اس طرح اس کے بھیس کا راز فاش هونے سے بال بال بچ گیا -

قنوج کے مهاراجہ نے چند بردے کي مناسب آؤ بھگت کی، جس کا وہ بحیثیت سفیر مستحق تھا، اور پھر اس سے پوچھا، کہ دهلي کا راجہ کس قسم کا آدمي هے - کبي نے اِن پُر معني لفظوں میں جواب دیا، جو در حقیقت درست بھي تھا :—

''جس قدر قد و قامت کا یہ میرا سیوک هے، ویساهي دهلی کا راجہ هے - وہ ایك بهادر چوهان هے - تقدیر کی نیرنگیوں کی اسے ذرا بھی پروا نهیں، اور موت کو سامنے دیکھہ کر هنس دیتا هے'' - جے چند نے مناسب احترام سے اُنهیں ان کي جائے قیام پر بھیج دیا، جو ایك باغ میں تھي -

نامہ و پیام

باغ میں ایک مچھلیوں کا حوض تھا - کبی کا بیان ہے،
کہ دہلی کا مہاراجہ اس قدر فیاض تھا، کہ اس نے مچھلیوں
کے پیٹ بھرنے کے لئے اپنے ہار کے موتی اُن کے سامنے پھینک دئے -
سنجوگتا نے یہ واقعہ دریچے میں سے دیکھہ لیا، اور مفروضہ
مفرور خادمہ کے ہاتھہ موتیوں کا ایک طلائی تھال لبالب
بھر کر بھیجا - اس طرح طالب و مطلوب میں پیام و
سلام کا سلسلہ اور رشتہ الفت قائم ہوگیا -

راجپوت کی دعوت مقاوَمت

دوسرے دن صبح کے وقت جےچند نے چند بردے کو
بہت سے تحائف دے کر رخصت کیا، جو ایک عظیم‌الشان
مہاراجہ کی شان کے شایاں تھے، یعنی مرجان، موتیوں اور
جواہرات کی لڑیاں، "شال، دوشالے، رومال اور مرصع خلعت،
پگڑی، کلغی اور انگوٹھی، تیس ہاتھی اور دو سو راہوار" -
پرتھوی راج نے ملازم کی حیثیت سے پان کا بیڑا تیار کیا -
کہنے کو تو یہ مہاراجہ قنوج کی عنایات پر بطور شکریہ
پیش کیا گیا تھا، لیکن اس میں ایک گہرا رمز بھی پنہاں

تھا - اُس نے بیڑے میں پان کے پانچ پتے رکھے، اور اِس طرح گویا ایک راجپوت کی طرف سے دوسرے راجپوت کو مقابلہ کی دعوت دی گئی - اس کے علاوہ پرتھوی راج نے اپنے مطلب کی مزید وضاحت کے لئے جےچند کا ھاتھہ اِس زور سے دبایا، کہ اُس کے ناخنوں سے خون بہ نکلا - اب راز تو کھل ھی گیا تھا، اعلان جنگ ھوگیا - راٹھور بہادروں کو جمع کرنے کے لئے طبل جنگ پر چوب پڑی - فرمان جاری ھوگیا، کہ دھلی والوں میں سے ایک بھی زندہ بچ کر نہ جانے پائے، سب کو تہ تیغ کردو -

طالب و مطلوب کی ملاقات

سنجوگتا نے اپنے جواھر و زیورات جمع کئے، اور شاھانہ لباس زیب بدن کرلیا - پھر کسی نہ کسی طرح پرتھوی راج کے پاس جا پہنچی - ھاتھہ میں طلائی عود دان لیکر پرتھوی راج کے سرکے گرد پھرایا، کہ نظر بد سے محفوظ رھے- پھر اس کے چہرے کو پھولوں کی پنکھیا سے ھوا کرکے اپنی نسوانی عقیدت و وفاداری کا تحفہ پیش کیا، اور پان کا ایک نفیس بیڑا دے کر محبت کا پیمان باندھا - لیکن ساتھہ ھی اسے خبردار بھی کردیا، کہ "جےچند کے پاس ایک جرار

لشکر ہے ' اور تیرے ساتھہ اس وقت گنتی کے بہادر ہیں "۔
پرتھوي راج نے جواب دیا ' "گل شیریں مِن ' کچھہ خوف
نہ کہا ' اگرچہ میرے ساتھہ بہت تھوڑے آدمي ہیں '
لیکن میري یہ تیغ جوہردار اس لشکر جرار میں سے راستہ نکال کر
تجھے دھلي کے راج محل میں پہنچا دے گي " - اب
راجکماري پالکي میں سوار ہو کر اس کے ساتھہ بھاگ جانے کے
لئے تیار ہوگئي - پرتھوی راج نے قنوج سے شمال کي
جانب چھہ میل کے فاصلے پر جا کر ڈیرے ڈال دئے ' اور بادرفتار
ہرکارہ دھلي روانہ کیا ' کہ میرے لشکر کے جري بہادروں کو
لے آؤ ' تاکہ وہ قنوج کے راٹھوروں سے لڑتے بھڑتے راجکماری
کو دھلي لے چلیں - چنانچہ ایك سو سولہ سور بیر اپنے
مہاراجہ پر جان نثار کرنے کے لئے آموجود ہوئے - اُن کے
پہنچتے ہي پرتھوي راج نے اپنے آدمیوں میں سے ایك کو
بھیجا ' کہ راٹھوروں کو جنگ پر آکسائے ' اور اس طرح
راجکماري کي پالکی کے لئے جنگ کی جائے -

دلھن کے لئے جنگ

دونوں طرف کے بہادر خوشي خوشي شریك جنگ ہوئے -
نرسنگھے پھونکے گئے ' تلواریں بے نیام ہو کر چکا چوند کرنے

لگیں - وہ گھمسان کا رن پڑا، کہ دوست دشمن کی تمیز جاتی رہی - دن بھر ھنگامۂ قتل بپا رھا - ''اُس روز انھوں نے اس وقت تك خونریزی سے ھاتھہ نہ کھینچا، جب تك سر پر ستارے نہ چمکنے لگے'' - جےچند نے حکم دیا، کہ راجکماری کی پالکی میدان میں لا رکھو، تاکہ جسے فتح نصیب ھو، وہ پالکی اُٹھالے جائے - اس کا مقصد یہ تھا، کہ پرتھوی راج خود میدان میں آجائے اور میں اُسے قتل کروا ڈالوں - چوھان بہادروں نے للکار کر کہا، ''پالکی یہاں رکھدو، اور ٹھنڈے ٹھنڈے گھر کا راستہ لو'' - ادھر سے راٹھور دلاوروں نے جواب دیا، ''جی - کیوں نہیں ذرا وہ پالکی کو دھلی لے جانے والے راجپوت سور بیر سامنے تو آئیں'' ھر ایك بہادر نے دو دو تلواریں سنبھال لیں، اور دونوں طرف کے بہادر موت کو کھیل سمجھہ کر مصروف کارزار ھوگئے - پالکی خون سے اسی طرح سرخ ھوگئی جیسے دلھن کے پاؤں حنا سے ھو رھے تھے - نیزوں اور تیر و کمان سے بھی کام لیا گیا - لیکن چوھانوں کا پلہ بھاری رھا، اور پالکی پانچ کوس آؤر دھلی کی جانب چلی -

دلھن دھلی پہنچتی ھے

لیکن قنوج والوں نے بھی جی نہ چھوڑا، رات دن برابر لڑتے لڑاتے چلتے رھے - پالکی کبھی تھوڑی دور دھلی

کی طرف آجاتي اور کبھي قنوج کي جانب چلي جاتي - لیکن بحیثیت مجموعي یہ دھلي سے قریب تر ھوتي جاتي تھي - سوروں کے گھاٹ پر گنگا پار جاتے وقت ایک اور گھمسان کا معرکہ ھوا - دونوں جانب کے منتخب بہادر ھاتھوں میں نیزے اور ڈھالیں لئے ایک کے مقابل ایک آکر مردانگي کے جوھر دکھانے لگے ' لیکن اب بھي میدان چوھانوں ھي کے ھاتھہ رھا ' اور قنوج کي صفیں خالي ھوتي گئیں - خاص دھلي کے پھاٹک کے سامنے جو آخري معرکہ ھوا ' اس میں راتھور فوج کے بچے کُھچے سپاھي بھي کام آگئے - جوش مسرت میں چند بردے اور پرتھوي راج نے خود پالکي اٹھالي ' اور خوش خوش شہر میں داخل ھوئے - چند بردے جےچند کو مخاطب کرکے بولا ' " اگر تیرے تمام سپاھي کام آگئے ' تو پرتھوي راج کي بھی یہي حالت ھے ' اس لئے اب جنگ بیسود ھے ، اس سے گھر جا " - یہ ھے اُس داستان کا انجام جس سے ظاھر ھوتا ھے ' کہ راجپوت سور بیر کس طرح دُلھن حاصل کیا کرتے تھے* -

شیخ بُرھان راجپوتانہ میں

اس بدبخت زمانہ میں ھم ھندو مسلم مناقشات کے اس قدر عادي ھوچکے ھیں ' کہ اُن بھلے دنوں کي یاد نہایت

* آلہا کھنڈ - صفحہ ۳۹ لغایت ۵۶ -

خوشگوار معلوم ھوتي ھے ' جبکہ راجپوتوں کے ایك بہت بڑے طبقہ میں ایك مسلمان درویش کي قریبا پرستش ھورھي تھي' اور وہ راجپوتانہ میں دس ھزار مربع میل رقبہ کے ایك وسیع علاقے کا ھیرو بن گیا تھا' حتی کہ کل علاقہ بھی اسي کے نام سے موسوم ھوگیا - جےپور کے مرزا راجہ (۱۶۲۵ع لغایت ۱۶۶۷ع) کے نام سے ھم بخوبي واقف ھیں' لیکن اس وقت میں ایك راجپوت "شیخ جي" کا ذکر کررھا ھوں ' جو موکل جي کا فرزند تھا - موکل جي الور اور بیکانیر کے درمیان اُس علاقے کا راجپوت حکمران تھا' جو بعد میں شیخاوتي کے نام سے موسوم ھوا - یہ چودھویں صدی کے اواخر میں گزرا ھے - اُنہیں دنوں ایك پرھیزگار مسلم مبلّغ شیخ برھان نے راجپوتوں کے دل و دماغ پر ایسا سکہ بٹھایا' کہ وہ اسے معجزات پر بھي قادر سمجھنے لگے - موکل نے شیخ سے ایك بیٹے کے لئے بنتي کي' اور جب اس کے گھر لڑکا پیدا ھوگیا' تو اس کا نام "شیخ جي" رکھا گیا - شیخ برھان کا مقبرہ وھاں اب تك مرجع خاص و عام ھے' اور شیخاوت راجپوتوں کے زرد جھنڈے کے اوپر درویش کا نیلا پھریرا لہراتا ھے - اسي درویش سے اظہار عقیدت کے طور پر شیخاوت راجپوت جنگلي سور کا شکار بھي نہیں کرتے* -

*ٹاڈ - جلد ۳ - صفحہ ۱۳۷۸ لغایت ۱۳۸۲ -

دهلي کا ایک کتبه

اُن کتبوں میں سے جو سلاطین دهلي کے عهد حکومت پر روشني ڈالتے هیں، میں آپ کو صرف ایک کتبه کي جانب توجه دلاؤنگا - یه پالم کا کتبه قلعه دهلی میں آثار قدیمه کی عجائب گاه میں موجود هے - یه ایک گاؤں کے کوئیں میں نصب تها، جو موجوده دهلي (شاهجهاں آباد) سے صرف باره میل کے فاصله پر واقع هے - اس کي زبان سنسکرت هے، البته آخري حصه ایک مقامي زبان میں هے، جو هریانه میں بولي جاتي تهي - یه کتبه غائر اور نقادانه مطالعه کا مستحق هے - اس پر سمّت ۱۳۳۷ بکرمي (مطابق سنه ۱۲۸۰-۸۱ع) درج هے، جبکه دهلي کے تخت پر سلطان غیاث‌الدین بلبن جلوه افروز تها - سنسکرت تحریر میں دهلي کو ''ڈهلّي'' اور مقامي زبان میں ''ڈهلي'' لکها گیا هے - اس سے شهر دهلي کے ابتدائي نام پر کچهه روشني پڑتي هے - لیکن اِس کتبه کي حقیقي اهمیت اُن خیالات میں هے، جن کا اظهار پنڈت یوگیشور اور اس کے زیر اثر لوگوں نے ملک کے مسلمان حکمرانوں کے متعلق کیا هے - اس میں مسلمان حکمرانوں کو شاکا راجے لکها گیا هے، اور اِن کے عهد حکومت کا تذکره

شہاب‌الدین غوری سے ابتدا کر کے قطب‌الدین (ایبک)،
شمس‌الدین (التمش) اور رضیہ بیگم کے عہد سلطنت کو شامل
کرتے ہوئے وقت کے موجودہ حکمران پر ختم کیا ہے -
رضیہ بیگم کے نام کی بجائے صرف ان کا لقب جلال‌الدین
مرقوم ہے - چونکہ بلبن بر سر حکومت آنے سے پہلے اپنے پیشرو
کا وزیر تھا، اس لئے دونوں کے عہد سلطنت کی بہت تعریف
و توصیف کی گئی ہے - حکمران کا ذکر ان الفاظ میں
کیا ہے:—

''وہ بادشاہ جس کی شاندار اور قابل تعریف حکومت
میں تمام ملک مطمئن اور قانع ہے - بنگال کے گو
شہر سے افغانستان کے شہر غزنہ تک اور دکن میں
دراوڑ علاقہ اور رامیشور تک ہر جگہ ملک اس طرح
منور ہو رہا ہے، جیسے درختوں کی خوبصورتی سے
موسم بہار میں زمین مزیّن ہو جاتی ہے - اور اس
بادشاہ کی خدمت میں جو متعدد راجے آتے جاتے
ہیں، اُن کے مکٹوں سے گرے ہوئے جواہرات کی
چمک دمک پھیل جانے سے سارا ملک جگمگا رہا ہے'' -

فوجوں کی قوت اور نقل و حرکت کے متعلق لکھا ہے،
کہ گنگا کے دہانے سے سندھ کے دہانے تک بحر تا بحر تمام

ملك پر حاوي تهیں' اور ان کي بدولت هر شخص امن و سلامتي سے دن بسر کر رها تها - رساله کا ذکر خصوصیت سے کیا گیا هے - مدح گو کہتا هے' که ''جب سے اِس سلطان ذي شان نے دنیا کا بوجهه اپنے کندهوں پر لے لیا هے' دنیا کو سہارا رکھنے والے شیش ناگ دهرتی کے بوجهه سے سبکدوش هو بیٹھے هیں.........اور وشنو بهگوان جہان کی نگہباني کا خیال چهوڑکر اطمینان سے ڈودهه کے سمندر پر محو استراحت هیں'' - آگے چل کر یه کتبه بتاتا هے' که ''اس سلطان کے عهد معدلت مہد میں' جو سیکڑوں عالي شان شهروں کا والي هے' ڈهلّي کا دلفریب شهر خوشحال اور فارغ البال هے - یه شهر دهرتي ماتا کي طرح بے شمار جواهرات کا خزانه هے' سؤرگ دهام کی طرح عیش و مسرت کا ٹهکانه هے' پاتال کي مانند شهزور ڈئیتوں کا مسکن هے' اور مایا کي طرح دلکش و دلفریب هے'' - جس ٹهاکر نے یه با فراط میٹھے پاني کا کؤاں بنوایا تها' اس کا کچهه ذاتي حال بهي مرقوم هے - اس کي تین بیویاں تهیں' سات لڑکے اور چار لڑکیاں - اس نے متعدد وسیع آرام گاهیں تعمیر کروائي تهیں' جو غالباً شاهراه اعظم پر تهیں* -

---

*کتبات اسلامیۂ هند - جلد سنه ۱۳-۱۹۱۲ع صفحه ۳۵ لغایت ۴۵ -

ابن بطوطہ کا بیان

مغرب‌الاقصاء کا سیاح ابن بطوطہ سنہ ۱۳۳۳ع سے سنہ ۱۳۴۶ع تک ہندوستان میں رہا - اس نے ہندوستان کی جو تصویر الفاظ میں کھینچی ہے، وہ بہت مفصل اور دلکش ہے - چونکہ میں نے ایک اَور کتاب* میں اسے تفصیل سے بیان کر دیا ہے، اس لئے اب یہاں دوہرانے کی ضرورت نہیں سمجھتا - بلکہ اس کے صرف چند دلچسپ مقامات کا ذکر کرونگا، اور اس کے بعد آپ کو اس تصویر پر توجہ دلاؤنگا، جو ہمارے لئے امیر خسروؒ نے کھینچی ہے - ابن بطوطہ کے بیان سے معلوم ہوتا ہے، کہ ہندوستان اور ملک قبچاق (متصل بحیرہ ازاف) کے درمیان گھوڑوں کی تجارت خوب رونق پر تھی، اور یہ دونوں ملکوں میں اقتصادی تعلقات کا ایک ذریعہ تھی - ملک قبچاق میں ایک اچھا گھوڑا قریبا چار روپے کو مل جاتا تھا، لیکن ہندوستان میں اس کی قیمت ایک سو سے دو ہزار روپیہ تک پڑ جاتی تھی† - بڑے بڑے قافلے جن میں سے ہر ایک چھہ ہزار گھوڑوں پر مشتمل ہوتا تھا، درۂ گومل راستے وارد ہندوستان ہوتے تھے، اور

---

*تین مسافر - صفحہ ۳۲ لغایت ۶۲ -

†بطوطہ - جلد ۲ - صفحہ ۳۷۱ لغایت ۳۷۴ -

اور سرحد پر شہر ملتان ان کے لئے سب سے بڑی تجارتی منڈی تھی - ڈاک کا انتظام اچھا تھا' اور دور دراز مقامات سے دار السلطنت تک بلاناغہ اور جلد خبریں پہنچ جاتی تھیں* - خطۂ سندھ میں دریاے سندھ پر کشتیوں کے ایک خاصے بیڑے کا مستقل انتظام تھا† - سلطان (محمد شاہ تغلق) اپنے دارالخلافہ دھلی میں خوب شان و شوکت سے جلوہ افروز تھا - وہ انعام و اکرام دینے میں بڑی فراخدلی سے کام لیتا تھا‡ - اس کی والدہ نے بھی خیرات کا وسیع سلسلہ قائم کر رکھا تھا' اور غربا کے لئے خیرات خانے اور وقف مقرر کر دئے تھے - مالی لحاظ سے سلطان کا طرز عمل یہ تھا' کہ جہاں تک ممکن ہو' تجارتی محصول موقوف کر دئے جائیں' اور اس طرح تجارت کو ترقی دی جائے§ - دریائے سندھ کے دھانے اور ساحل کاٹھیاواڑ کی وسیع بندر گاھوں کی معرفت اور جنوب میں ساحل مالابار کی بندر گاھوں سے بڑے وسیع پیمانے پر بحری تجارت ھوتی تھی - کھمبایت ایک خوبصورت اور خوشحال شہر تھا' اور حبشی لوگ اپنی

---

*بطوطہ جلد ۳ - صفحہ ۹۵ و ۹۶ -

†بطوطہ - جلد ۳ - صفحہ ۱۰۹ -

‡بطوطہ - جلد ۳ - صفحہ ۲۴۶ -

§بطوطہ - جلد ۳ - صفحہ ۲۸۸ -

بحری مہمات کے لحاظ سے اس وقت بھی ویسے ہی ممتاز تھے*
جیسے اس کے بعد مغلوں کے عہد میں نظر آتے تھے - ساحل
مالابار کی بندرگاہوں پر چینی جہازوں کی (جن کو جنک
کہتے ہیں) آمد و رفت پائی جاتی تھی† - بنگال میں اگرچہ
سیاسی حالت اطمینان بخش نہ تھی، لیکن یہ ارزانی اور
فراوانی کا خطّہ تھا - ملک میں طاعون نے بھی ڈیرے ڈال
رکھے تھے‡ - قحط سالی میں قحط زدگان کی امداد کرنے
کے لئے معقول انتظام تھا - سرکاری عہدہ دار فہرستیں تیار
کرتے تھے، اور شہروں میں باقاعدہ امداد بہم پہنچانے کے
لئے انہیں مختلف حصوں میں تقسیم کر دیا جاتا تھا -
بوڑھا ہو یا بچہ، آزاد ہو یا غلام، ہر قابل امداد شخص کو
سرکاری غلہ خانہ سے ایک سیر غلہ روزانہ دیا جاتا تھا§ -

امیر خسروؒ کے زمانے کی دہلی

امیرخسروؒ (سنہ ۱۲۵۳ لغایت ۱۳۲۵ع) نے دربار اور حکمران
جماعتوں کے ادبی حلقوں کی معاشرتی زندگی کا جو نقشہ

---

*بطوطہ - جلد ۴ - صفحہ ۵ لغایت ۶۵ -
†بطوطہ - جلد ۴ - صفحہ ۹۱ -
‡بطوطہ - جلد ۳ - صفحہ ۳۳۴ -
§بطوطہ - جلد ۳ - صفحہ ۲۹۰ -

کھینچا ہے، اُس میں بہت سے دلچسپ پہلو ہیں، لیکن ساتھہ هي زوال و انحطاط کے آثار بھي نظر آتے ہیں - دلکش پہلوؤں میں فراخدلانہ مہمانداري، آرائش و زیبائش، فنون لطیفہ کے شوق و شغف اور اهل علم وفضل کي قدر و منزلت کا ذکر کیا جاسکتا هے - تصویر کا دوسرا رخ باهمي رشك و حسد، سخت ترین سزاؤں، تخت کي وراثت کے متعلق عدم اعتماد، عشرت پسندی، انتہا کي شرابنوشي، عیاشي اور اخلاقي پستي میں نظر آتا هے - شمال مغرب سے منگول حملے بہت بڑی حد تك معاشرتي اور سیاسي زندگي کي بنیادیں کمزور کرنے کا باعث هوئے - خسروؒ کچھہ عرصہ منگول لوگوں کي قید میں رہ چکے تھے، اور ان کا ذکر انہوں نے کچھہ مذمت آمیز الفاظ میں کیا هے - لکھتے ہیں، کہ یہ لوگ پولادتن و پنبہ پوش تھے، ان کي چھوٹي چھوٹي نیلگوں آنکھیں چپٹي ناکیں، کشادہ نتھنے، چوڑے چکلے چہرے، کُچپیا ڈاڑھیاں اور لمبي لمبي مونچھیں ان کي سخت و درشت گرگ فطرتي کے ظاهري آثار تھے* - خسرو جس شہر دهلي کا بیان کر رهے هیں، وہ شرقاً غرباً دریا سے پہاڑیوں تك اور جنوباً شمالاً (قطب کے نزدیك) لال کوت سے اس

*قران السعدین - تمہید صفحہ ۳۴ لغایت ۳۸ - متن صفحہ ۹۱ لغایہ ۹۶ -

مقام تک پھیلا ہوا تھا ' جہاں بعد میں فیروزآباد تعمیر ہوا - شہر کی سب سے بڑی تین تعمیرات جامع مسجد ' ماذنہ اور وسیع سرکاری ذخیرۂ آب تھیں ' جس سے شہر میں صاف پانی بہم پہنچایا جاتا تھا - جامع مسجد میں ایک وسیع کھلا صحن تھا ' اور نو گنبد اور متعدد محرابدار ستون بنے ہوئے تھے - ماذنہ سے ان کی مراد غالباً قطب مینار ہے ' نہ کہ علائی مینار ' کیونکہ وہ کبھی پایۂ تکمیل کو نہ پہنچ سکا تھا - امیر خسرو کہتے ہیں ' کہ اس ماذنہ کی نچلی منزلیں سنگ سرخ کی تھیں - سب سے اوپر کی ایک منزل سنگ مرمر کی تھی ' جس پر گنبد اور طلائی کلس بنا ہوا تھا - بعد میں اوپر کا حصہ بجلی گرنے سے خراب ہو گیا تھا (یہ فیروز تغلق کے عہد کا واقعہ ہے ' لیکن اُس نے اسے مرمت کروا دیا تھا) - سر کاری ذخیرۂ آب قطب مینار سے دو میل یا کچھ زیادہ شمال کی جانب تھا - اس کے چاروں طرف پہاڑی زمین دیواروں کا کام دیتی تھی - مینہہ کا صاف پانی روک رکھنے کے لئے ڈھلوان کی جانب ایک بند بنا رکھا تھا - عین وسط میں ایک چبوترہ تھا ' جس پہ سیر و تفریح کے لئے ایک وسیع راؤٹی بنی ہوئی تھی - دھلی والے اکثر اس راؤٹی میں بغرض تفریح آیا کرتے تھے ' اور جب انھیں شہر سے

باهر نکل کر تفریح و تفنن کي خواهش هوتي ' تو پهاڑیوں پر بهي ڈیرے ڈال دیا کرتے تهے* -

امیر خسرو کے باپ ترک تهے اور ماں زاول راجپوت - آپ پٹیاله میں پیدا هوئے تهے - باپ کا سایه بچپن هي میں سر سے اُٹهه گیا ' اور ماں کے اثر و تربیت نے انهیں مادرهند کا سپوت کهلانے کا مستحق بنا دیا ' جو اپنے هندوستاني هونے پر نازاں تها - اگرچه امیر خسرو فارسي زبان میں لکهتے تهے ' لیکن هندي اور ترکي سے بهي بخوبي واقف تهے - انهوں نے اپني تصنیفات میں بہت سے هندي الفاظ استعمال کئے هیں -

مارکو پولو جنوبي هند میں

معلوم هوتاهے' که تیرهویں اور چودهویں صدي عیسوی میں جنوبي هند کا طرز زندگي شمالي هند سے بہت مختلف تها - جنوبي هند کے لوگ کپڑا برائے نام هي پہنتے تهے' لیکن سونے چاندي' موتیوں اور جواهرات کے زیوروں سے لدے پهندے رهتے تهے† - مشرق و مغرب دونوں جانب کے طویل ساحل بحر پر مختلف قوموں کے جهاز کثرت سے آتے

*قران السعدین - متن صفحه ۲۸ لغایت ۳۷ -
†مارکوپولو - جلد ۲ - صفحه ۲۷۵ -

جاتے رہتے تھے - ان میں سے زیادہ تر چینیوں اور مسلمانان عرب و ایران کے ہوتے تھے - تنجور کے ارد گرد کے علاقہ میں اکثر بارونق بندرگاہیں تھیں، اور نیگاپٹم کے قریب چینی طرز تعمیر کا ایک مندر چینیوں کی موجودگی اور ان کے اثر کا شاہد ہے* - گھوڑوں کی تجارت جنوبی ہند میں سمندر کے راستے اور زیادہ تر عرب اور خلیج فارس کی بندرگاہوں کے ساتھہ ہوتی تھی- جنوبی ہند میں ایک ہی سلطنت میں ہرسال دوہزار گھوڑے سمندر کے راستے باہر سے آیا کرتے تھے†- شمالی ہند میں گھوڑوں کی بڑی تجارت جس قدر ترقی پر تھی، اس کا ذکر پہلے ہوچکا ہے - قبچاقی گھوڑے عموما بھاری بھرکم ہوتے تھے، بخلاف ان کے جو گھوڑے عرب اور خلیج سے آتے تھے، وہ نسبتاً ہلکے پھلکے اور تیز رفتار ہوتے تھے - جزیرہ لنکا میں فوجی سپاہی قریباً سب کے سب غیر ملکی مسلمان تھے - مارکوپولو نے انھیں ''ساراسن'' (شارقین) لکھاھے - جنوبی ہند میں جوگیوں کی کثرت تھی - یہ بڑے پرھیزگار تھے، لیکن جو خوراک کھاتے تھے، وہ اچھی قسم کی ہوتی تھی، اور یہ خوراک عموما دودھہ چاول پر مشتمل ہوتی تھی، ہر مہینے میں دوبار یہ لوگ

---

*مارکوپولو - جلد ۲- صفحہ ۲۷۲ -

†مارکوپولو - جلد - ۲ - صفحہ ۲۸۳ -

ایک تیز عرق پیا کرتے تھے، جس کی نسبت عام خیال یہ تھا، کہ اس سے ان کی عمر بڑھہ جاتی ہے - مارکوپولو کا خیال تھا، کہ یہ عرق گندھک اور پارہ کا مرکب ہے* - لیکن ممکن ہے، کہ یہ دراصل بھنگ سے تیار کیا جاتا ہو - یہ لوگ بالکل ننگے دھڑنگے پھرا کرتے تھے، اور جسم پر گائے کے گوبر کی راکھہ مل لیتے تھے - ان کا دعوی تھا، کہ ہم بہت لمبی لمبی عمریں پاتے ہیں، اور ابن بطوطہ کے بیان کے مطابق عام لوگوں کا اعتقاد تھا، کہ یہ جوگی معجزات پر قادر ہیں† - کھانا کھانے میں یہ لوگ تھالی اور کٹورہ کے بجائے پتّے استعمال کیا کرتے تھے - مارکوپولو کہتا ہے، کہ یہ لوگ بڑے سنگدل، مکار اور بے وفا تھے، اور ان کے مقابلے میں مغربی ساحل کے تاجروں کے متعلق لکھتا ہے، کہ وہ بہت ہی صادق القول تھے‡ -

معاشرتی عدم مساوات کے ازالہ کی کوششیں

اس دور میں تین بڑے زبردست اور ذی استحکام بادشاہ گزرے ہیں - (۱) علاءالدین خلجی (۱۲۹۵ع لغایت ۱۳۱۶ع)،

*مارکوپولو - جلد ۲-صفحہ ۳۰۰ -
†بطوطہ - جلد ۴- صفحہ ۳۳ اور مابعد -
‡مارکو پولو - جلد ۲ - صفحہ ۳۰۲ و ۲۹۹ -

(۲) محمد شاہ تغلق (۱۳۲۵ع لغایت ۱۳۵۱ع) (۳) فیروز شاہ تغلق (۱۳۵۱ ع لغایت ۱۳۸۸ع) - ان کے عہد حکومت میں بہت سے اقتصادي تجربے کئے گئے - علاءالدین نے کسي قدر اشتراکیت پیدا کرنے کي کوشش کي - اس نے غرور و تکبر اور سرمایہ داري کا قلع قمع کرنے کے لئے جاگیریں ضبط کرلیں اور امیر غریب سب کو ایك سطح پر کر دیا - اشیائے خوردني کي ارزاني کے لئے نرخ مقرر کر دئے' اور بار برداري کو بھي باقاعدہ اور منظم کیا' بلکہ اسے حکومت کے ماتحت لانے کي کوشش کي - ان احکام کي خلاف ورزي کرنے والوں کے لئے اس نے سخت سے سخت سزائیں مقرر کیں - اگرچہ ضیاءالدین برني نے ان احکام کي بے حد تعریف کي ھے' لیکن یہ امر مشتبھہ ھے' کہ جس بد بختي اور مصیبت کا یہ قلع قمع کیا چاھتا تھا' آیا وہ واقعي دور ھوگئي یا اس میں اور بھي اضافہ ھوگیا - اور اس میں تو ذرا بھي شك نہیں' کہ ان تمام احکام و قوانین کا اس کي موت کے ساتھہ ھي خاتمہ ھوگیا - اصل میں اس نے ناداري کا ازالہ کرنے کي بجائے مال و دولت' صنعت و حرفت اور پیداوار کے ذرائع مسدود کر دئے - شرابنوشي کي کلي ممانعت کے متعلق اس کے احکام کسي وقت بھي حسب دلخواہ مؤثر ثابت نہیں ھوئے* -

*ایلیٹ جلد ۳ - صفحہ ۱۹۲ - لغایت ۱۹۷ -

سکّوں کے متعلق اصلاحات

پہلے ذکر ہو چکا ہے، کہ محمد شاہ تغلق نے چنگی اور معابر وغیرہ کے مختلف محصول موقوف کر کے تجارت کو ترقی دینے کی کوشش کی تھی - ٹکسال اور سِکّوں کے متعلق اس کی مساعی تعریف و تحسین کی مستحق ہیں - اس کے سِکّے شکل و صورت اور ساخت اور کاریگری کے لحاظ سے اس امر کے شاہد ہیں، کہ ان پر خاص توجہ مبذول ہوئی تھی - اس کے ۱۹۹ گرین وزن کے گول طلائی دینار کے کناروں پر نمایاں لکیریں بنائی جاتی تھیں، تا کہ دغا باز لوگ اسے ریتی سے رگڑ کر سونا حاصل نہ کر سکیں - نقرئی تنکہ میں (جو ۶۴ جیتل کا ہوتا تھا) ۱۷۵ گرین خالص چاندی ڈالنے کے معیار پر عمل ہونے لگا - اس لحاظ سے تنکہ اور آج کل کے روپیہ میں جس کا مجموعی وزن معہ آمیزش کے ۱۸۰ گرین ہے، کچھ زیادہ فرق نہ تھا - اسی معیار پر تنکہ کی مختلف کسروں کی قیمت کے سِکّے بھی بنائے گئے - اس نے سُن رکھا تھا، کہ اس زمانے میں چین اور ایران میں "معیاری" سکوں کے علاوہ "علامتی" چلن (token currency) بھی بنائے جا رہے ہیں - چنانچہ اس

نے مختلف مقدار کي خام دهاتوں کي آميزش سے يهي کام لينے کي کوشش کي - ليکن جب اسے معلوم هوا' که اس طرح بازار ميں سکوں کی قدر و قيمت گهٹ رهي هے' تو يه خيال ترك کرديا - اُس زمانے ميں سونے اور چاندي کي مروجه باهمي نسبت غالباً آٹهه اور ايك يا سات اور ايك کي تهي - اس کے مقابلے ميں آج کل ان دهاتوں ميں بائيس يا تيئس اور ايك کي نسبت هے - اُن دنوں دکن سے زرکثير حاصل هونے کے باعث شاهي خزانے ميں سونے کي ريل پيل تهي*-

مسلئه بيکاري کے متعلق حکومت کی مساعی

فيروز شاه تغلق نے اپني رعيت کے مسلئه بيکاري کو حل کرنے کے لئے ايك لائحه عمل تيار کياتها - بدقسمتي سے هميں اس کي بهت کم تفصيلات معلوم هيں - شهر کے تمام بيکار آدميوں کو بادشاه کي خدمت ميں حاضر کئے جانے کا حکم تها' اور انهيں حسب قابليت کام ديا جاتا تها - اهل قلم کو سرکاري دفاتر ميں نوشت و خواند کا کام ملجاتا تها' اور جن لوگوں ميں تجارت کے متعلق کچهه سمجهه

---

*ٹامس - صفحه ۲۱۷ لغايت ۲۱۹ -

بوجھ نظر آتی تھي، انھیں خان جہاں کے سپرد کیا جاتا تھا - خان موصوف کے ماتحت غالباً رسد و دستکاري کے محکمے تھے - ان کا تعلق مختلف صیغوں سے تھا، مثلاً باورچي خانے، تازی خانے، شمع سازي اور پاني گرم کرنے کے صیغے وغیرہ - ان محکموں کے سالانہ اخراجات تین لاکھ بیس ہزار روپیہ کي رقم کے ہوتے تھے - اُس وقت ایک روپیہ میں آج کل کي نسبت کئي گنا زیادہ چیز مل جاتي تھی - اس کے علاوہ توشہ خانہ اور فراشي کے صیغے بھي قائم تھے - اگر کوئي شخص کسي خاص امیر کي خدمت میں رہنے کا خواہشمند ہوتا، تو اسے وہیں ملازمت دلا دي جاتي تھي* -

خیراتي امداد اور تعمیرات عامہ

مزید برآں ایک "دیوان خیرات" بھي تھا - شفا خانہ یا صحت خانہ میں نہ صرف بیمار اور مصیبت زدہ لوگوں کا علاج معالجہ کیا جاتا تھا، بلکہ ان کے کھانے پینے کے اخراجات کا کفیل بھي سرکاري خزانہ ہوتا تھا† - یہ سب کچھ تھا، لیکن فیروز شاہ کي دوامي شہرت کا سب سے بڑا

*ایلیٹ - جلد ۳ - صفحہ ۳۵۵ لغایت ۳۵۷ -

†ایلیٹ - جلد ۳ - صفحہ ۳۶۱

باعث اس کی تعمیرات عامہ ھیں - اس نے نہ صرف خود
بڑي بڑي عمارتیں تعمیر کروائیں ' بلکہ اس سلسلے میں
ایک ایسا کام بھي کیا ' جس کي مثالیں ھندوستان میں
کمیاب ھیں - یعني وہ اپنے پیشرووں کے وقت کی تعمیرات کي
مرمت کو اپنا اھم اور مذھبي فرض سمجھتا تھا - اس نے
بہت سے شہر ' قلعے ' اور محل ' آبپاشی کے بند ' مساجد و
مقابر ' مدرسے اور سرائیں بنوائیں - باغ لگوائے ' نہریں
کھدوائیں ' اور کئي پل تعمیر کروائے* - اس نے نہروں کا
دوھرا سلسلہ قائم کیا ' - اور اس طرح اپنے نئے شہر حصار
فیروزہ کے لئے (جو اب حصار کہلاتا ھے ' اور اسی نام کے ضلع
کا صدر مقام ھے) ستلج اور جمنا سے پانی لے آیا - نہروں کی وجہ
سے زراعت میں بڑي ترقي ھوئي ' اور لوگوں کو میوہ جات پیدا
کرنے کي ترغیب و تشویق ھوئی - ان نہروں کا کھوج اب بھي
مل سکتا ھے ' اور عہد انگلشیہ کي نہریں کھودتے وقت ان
سے کسی قدر فائدہ بھي اٹھایا گیا ھے - اس زمانہ کے فقہا
و علما سے بہت کچھ بحث مباحثہ کے بعد فیروز شاہ نے آبپاشي
پر پانی کے محصول عاید کرنے کے طریقہ کي بھي ابتدا کي† -

*ایلیٹ - جلد ۳ - صفحہ ۲۹۸ لغایت ۳۰۱

†ایلیٹ جلد ۳ - صفحہ ۲۹۸ لغایت ۳۰۱

خاتمہ

اب ہم ہند وسطیٰ کی معاشرتی اور اقتصادی زندگی کے چند پہلوؤں پر غور کرچکے ہیں - اگرچہ خوف طوالت اور تنگی وقت نے صرف جستہ جستہ مقامات پر سرسری نظر ڈالنے کی مہلت دی ہے، لیکن امید ہے، کہ کسی حد تک اس موضوع کے متعلق دلچسپی پیدا کرنے اور آپ کو اس امر کا یقین دلانے میں کامیابی ہوگئی ہوگی، کہ ہمارے عہد وسطیٰ کی معاشرتی زندگی کے متعلق جتنا عام طور پر خیال کیا جاتا ہے، اس سے بہت زیادہ مصالحہ موجود ہے - ہمیں اس کا مطالعہ نسلی، فرقہ وارانہ اور مذہبی تعصب کی زنجیروں سے آزاد ہوکر نہایت انکسار اور فراخدلی سے کرنا چاہئے - اس طرح مطالعہ کرنے، اور پھر اس سے جو نتائج برآمد ہوں، خواہ وہ کیسے ہی قلیل کیوں نہ ہوں، انہیں ہندوستانی پڑھنے والے لوگوں کی خدمت میں پیش کرنے سے ہم قومی تعمیر کے کام کو بہت کچھ تقویت پہنچا سکتے ہیں، جس میں مستقبل کی تعمیر کے لئے ماضی سے مضبوط بنیادوں کا کام لینے کی اشد ضرورت ہوتی ہے -

---

انڈکس